

نبی کریم ﷺ سے عشق  
پر قہنی سفر و تصیف

# تذکرہ عشق رسول ﷺ

حسبک  
جگر گوشہ سلطان العارفين  
حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری  
محسروزی

مؤلف

حضرت مولانا محمد عیسیٰ قادری

الکبریٰ پبلشرز



نبی کریم ﷺ سے عشق  
پر قبلی فن فرد تصنیف

# خاصۃ عشق رسول ﷺ

حسبک  
جگر گوشہ سلطان العارفین حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری  
حضرت صاحبزادہ

مؤلف

تیمبر لانا صاحب فاضل محمد مجتبیٰ قادری  
حضرت علامہ

ناشر  
اکبر پبلشرز

زیندین پبلشرز ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله  
وعلى الك واصحابك يا حبيب الله

تقاضہ عشق رسول ﷺ	.....	نام کتاب
عشق رسول ﷺ	.....	موضوع
حضرت علامہ مولانا حافظ محمد امجد صدیقی مدظلہ العالی	.....	مؤلف
112	.....	صفحات
600	.....	تعداد
عبدالسلام قمر الہومان	.....	کیپوزنگ
2012ء	.....	اشاعت
محمد اکبر قادری	.....	ناشر
120/- روپے	.....	قیمت

ناشر  
اکبر قادری  
زینت پبلشرز  
اردو بازار  
لاہور

## انتساب

میں اپنی اس حقیر کوشش کو فخر آدم و بنی آدم سید الانبیاء  
باعث تخلیق کائنات رحمۃ اللعالمین سیدنا و مولانا

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ناچیز

محمد امجد صدیقی

## ابتدائیہ

جس موضوع پر میں نے قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے اس موضوع پر بے شمار کتابیں بازار میں دستیاب ہیں مگر میں نے محبت رسول کے ساتھ ساتھ اس کے تقاضے بھی سپرد قلم کئے ہیں۔ یہ میری پہلی کاوش ہے دعا کرتا ہوں اللہ کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے اور اسے مقبول عام کرے۔

آمین

محمد امجد صدیقی

## حمد باری تعالیٰ

مصائب میں جب خود کو ہم دیکھتے ہیں  
 عجب شان لطف و کرم دیکھتے ہیں  
 ترا جوش پایا ہے دریا بہ دریا  
 سکوں تیراں ہم ہم بہ ہم دیکھتے ہیں  
 بنا کر بشر ہم کو وہ شان بخشی  
 فرشتوں سے آگے قدم دیکھتے ہیں  
 تری آنکھ ہر آن ہم پر لگی ہے  
 یہ ماہمکہ ہم تجھ کو کم دیکھتے ہیں  
 ٹھکانہ ہے کیا سرفرازی کا اس کی  
 وہ سر جو ترے در پہ خم دیکھتے ہیں  
 جنہیں دولت فقر بخشی ہے تو نہ  
 کہاں فرّ دارا و جم دیکھتے ہیں  
 ترے کام عقل و خرد سے ہیں بالا  
 عدو پر بھی تیرا کرم دیکھتے ہیں

## نعت رسول مقبول ﷺ

ان کے دربار میں نظروں کو جھکائے رکھنا  
اشک آنکھوں میں ندامت کے سجائے رکھنا

سوچ کو ان کے خیالوں پہ تو رکھنا مرکوز  
عقل کو عشق کے پہلو میں سلائے رکھنا

گرمی حشر میں جب سب ہوں پریشان کھڑے  
مجھ پہ رحمت کے سدا اپنے تو سائے رکھنا

رکھ لیا پردہ گناہوں کا میرا دنیا میں  
حشر میں بھی میزے عیبوں کو چھپائے رکھنا

منہ سے اظہار نہیں اہل وفا کو شیوہ  
ورد الفت کو تو سینے میں چھپائے رکھنا

آئے جب تک نہ قضا لینے وہاں پر اس کو  
اپنے دربار میں طاہر کو بٹھائے رکھنا  
طاہر قیوم طاہر

ڈی آئی جی مظفر آباد



## فہرست

۲	انتساب
۳	ابتدائیہ
۵	حمد باری تعالیٰ
۶	نعت رسول مقبول ﷺ
۱۱	نگاہ کرم
۱۲	تقریظ اول
۱۳	تقریظ دوم
۱۴	تقریظ سوم
۱۶	اظہار تشکر
۱۸	محبت رسول ﷺ
۱۹	محبت رسول ﷺ
۲۲	والدین رسول (ﷺ)
۲۸	”مسلک اول“
۳۹	”مسلک ثانی“
۳۹	”مسلک ثالث“
۳۹	”قسم اول“
۴۰	”قسم اول کے جنتی ہونے کی دلیل“

- ۴۱ \_\_\_\_\_ ”قسم ثانی کے جہنمی ہونے کی دلیل“
- ۴۱ \_\_\_\_\_ ”قسم ثالث کے لوگ“
- ۴۵ \_\_\_\_\_ محبت اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- ۴۹ \_\_\_\_\_ حضور کی چار بیٹیاں
- ۵۰ \_\_\_\_\_ نمبر ۱- حضرت سیدہ زینب بنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
- ۵۱ \_\_\_\_\_ نمبر ۲- حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
- ۵۲ \_\_\_\_\_ نمبر ۳- حضرت سیدہ ام کلثوم بنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- ۵۳ \_\_\_\_\_ نمبر ۴- حضرت سیدہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- ۵۴ \_\_\_\_\_ نکاح
- ۵۴ \_\_\_\_\_ حق مہر
- ۵۵ \_\_\_\_\_ جہیز
- ۵۶ \_\_\_\_\_ فضائل
- ۵۸ \_\_\_\_\_ اصحاب رسول (ﷺ)
- ۶۱ \_\_\_\_\_ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۶۱ \_\_\_\_\_ آپ کا نام و نسب
- ۶۶ \_\_\_\_\_ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)
- ۶۷ \_\_\_\_\_ نام و نسب
- ۷۵ \_\_\_\_\_ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۷۶ \_\_\_\_\_ نام و نسب
- ۷۶ \_\_\_\_\_ فضائل و محاسن
- ۷۹ \_\_\_\_\_ اسباب شہادت
- ۸۳ \_\_\_\_\_ شہادت

- ۸۳ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
- ۸۴ نام و نسب
- ۸۴ ولادت
- ۸۵ فضائل و محاسن
- ۸۹ شہادت
- ۹۰ سنت کی اتباع
- ۹۰ ۱- سنت کی اتباع کا مفہوم
- ۹۰ سنت کی اتباع کا اصطلاحی مفہوم
- ۹۱ اتباع اور اطاعت میں فرق
- ۹۲ ۲- سنت
- ۹۲ ۲- سنت کا لغوی مفہوم
- ۹۲ اصطلاحی مفہوم
- ۹۳ سنت کی اقسام
- ۹۳ ۱- سنت قولی
- ۹۳ ۲- سنت فعلی
- ۹۳ ۳- سنت تقریری
- ۹۶ اتباع سنت کیلئے بنیادی شرط ..... حسب رسول ﷺ
- ۹۸ اکثر علماء کے نزدیک
- ۱۰۱ خلاصہ بحث
- ۱۰۱ اتباع سنت کی ضرورت و اہمیت
- ۱۰۳ سنت قرآن کی تفسیر ہے
- ۱۰۷ ۴- ائمہ سلف اور اتباع سنت

- ۱۰۸ \_\_\_\_\_ سنت کی اتباع اور قرآن
- ۱۰۹ \_\_\_\_\_ اتباع سنت اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۱۰ \_\_\_\_\_ (۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے
- ۱۱۱ \_\_\_\_\_ (۲) احکامات الہیہ کی طرح احکامات نبویہ بھی واجب الاتباع ہیں
- ۱۱۲ \_\_\_\_\_ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اتباع سنت
- ۱۱۳ \_\_\_\_\_ (۱) حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں صحابہ کا دشمنوں سے ایفائے عہد

## نگاہِ کرم

سلطان العارفين، زبدة العارفين، سلطان الفقراء، حضور نخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے جنہوں نے حضرت باہو کے مشن کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا جو صورت و سیرت میں حضرت باہو کا عکس نظر آتے ہیں جن کی چال باہو جیسی جن کردار باہو جیسا جن کا جمال باہو جیسا جن کا جلال باہو جیسا۔

جن کی نظر کیمیا نے ہم جیسے لاکھوں نکتوں کو مدینہ کا راہی بنا دیا۔  
فخر المشائخ، مرشد یگانہ پیر طریقت رہبر شریعت حضور قبلہ عالم سلطان ابن سلطان، حضرت سلطان فیاض الحسن سروری قادری صاحب (زید مجدہ)

زیب سجادہ حضرت نخی سلطان باہو ضلع جھنگ

## تقریظ اول

حضرت علامہ مولانا حافظ تنویر احمد قادری وٹالوی

خطیب: آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف گجرات

مصنف: کتب کثیرہ و مترجم تفسیر ابن عباس

اللہ تعالیٰ کا کروڑ ہا شکر ہے کہ جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور ہمارے فاضل دوست حضرت علامہ مولانا محمد امجد صدیقی مدظلہ کو یہ تصنیف لطیف جس کا نام انہوں نے تقاضہ عشق رسول رکھا، تحریر کرنے کی توفیق بخشی۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو دل باغ باغ ہو گیا، کیونکہ مولانا موصوف نے جس موضوع پر قلم کو جنبش دی ہے وہ بڑا ہی پیارہ ہے یہ ایسا موضوع ہے کہ جس کے سبب ہمارے معاشرے کے وہ افراد جو عشق مصطفیٰ سے دلوں کا خالی کیے ہوئے ہیں ان کے دلوں کو منور کرنے والی کتاب ہے۔ میں اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں دعا گو ہوں کہ وہ مولانا موصوف کے علم و عمل، سوز و گداز اور قلم و قرطاس میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

عاجز

حافظ محمد تنویر قادری وٹالوی

ڈائریکٹر: تحریک صوت الاسلام پاکستان

۱۹ جون ۲۰۱۲ء

## تقریظ دوم

حضرت علامہ مولانا قاری اصغر علی مجاہد (آف شکر گڑھ)

مہتمم: جامعہ غوث الاعظم کوٹلی لوہاراں

الحمد للہ تعالیٰ ہمارے بڑے پیارے فاضل دوست جناب حضرت علامہ مولانا محمد امجد صدیقی زید مجدد بڑے ملنسار اور باخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔ میں تو مولانا موصوف کو فقط بڑا اچھا اور زبردست خطیب سمجھتا رہا کیونکہ مولانا موصوف اور میں شہر سیالکوٹ میں ہونے والی محافل میلاد مصطفیٰ، محافل معراج مصطفیٰ، یوم صدیق اکبر، شب برأت لیلۃ القدر جیسی تقریبات میں اکٹھے تقریریں و خطبات کرتے رہے مگر کچھ عرصے کے بعد پتہ چلا کہ مولانا موصوف بڑے زبردست خطیب ہونے کے ساتھ مصنف بھی ہیں۔ یہ مجھے اس وقت پتہ چلا کہ جب حضرت علامہ میرے پاس اس کتاب تقاضہ عشق رسول کو لے کر آئے تو میں نے اس کی تصنیف کو پڑھا۔ اسے عشق رسول سے لبریز اور مزین پایا میں آخر میں حضرت کے لیے دعا کرتا ہوں کہ رب ذوالجلال ان کے علم، عمر، خطابت اور تحریر میں دن گیارہویں رات بارہویں ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

العبد العاجز

قاری اصغر علی مجاہد

مہتمم: دارالعلوم جامعہ غوث الاعظم، کوٹلی لوہاراں

۱۷ جون ۲۰۱۲ء

## تقریظ سوم

زبدۃ المشائخ ملت علامہ ساجزادہ پیر سلطان فیاض الحسن صاحب

سروری قادری زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت نخی سلطان باہو ضلع جھنگ

چیرمین حضرت سلطان باہو ٹرسٹ صدر مشائخ کونسل پاکستان

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم

اما بعد! بسم الله الرحمن الرحيم

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

یہ نبی مومنوں کی جانوں کے مالک ہیں اور نبی پاک کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں۔

انسان کی فطرت کی محبت پر پیدا ہوتا ہے اور فطرت کا سب سے بڑا حسن اسلام

ہے۔ اسلام کا نور نور نبوت و رسالت کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ آج کے دور میں

معاشرے کی اصلاح کے لیے انفرادی اور اجتماعی زندگی کو تبدیلی کرنے کے لیے محبت

رسول پر ایک خوبصورت عمارت تعمیر ہو سکتی ہے۔ تعمیر انسانیت ہو یا تعمیر شخصیت ہو انفرادی

زندگی ہو یا اجتماعی زندگی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک عظیم لائحہ عمل بھی

ہے اور ایک عظیم طریقہ کار بھی ہے۔ ایک عظیم منزل بھی ہے اس منزل کا تعین خود

پروردگار نے ہمارے لیے کیا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي

ترجمہ: تم فرماؤ اگر اللہ سے محبت چاہتے ہو پہلے میری اتباع کرو۔



تو اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جو سفر محبت شروع کرنا چاہتے ہیں وہ ذات رسول سے شروع ہوتا ہے اور یہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو عشق رسول بھی اپنے کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ سلطان العارفین کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ آپ نے جب طالب حق کو طلب مولیٰ کی بات کی تو اس کا نقطہ انتہا یہ تھا کہ میں تجھے مجلس حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دوں تو دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجلس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی دراصل اللہ تک پہنچنے کی بنیاد ہے۔

میں بہت مبارک باد دیتا ہوں حضرت علامہ مولانا محمد امجد صدیقی سلطانی سروری قادری کو کہ انہوں نے ایک انتہائی حساس موضوع پر اپنے قلم کو استعمال کیا ہے جبکہ ناموس رسالت کے غدار دندناتے پھر رہے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ایسی ہی مجاہدانہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

اللہ پاک آپ کے تمام معاونین کو اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جزاکم اللہ خیر

سلطان فیاض الحسن سروری قادری

## اظہارِ تشکر

اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں بہت سارے احباب نے کسی نہ کسی طرح اپنی محبتوں سے نوازا ان سب کا شکر یہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

خصوصاً اپنے والدین کا جن کی دعاؤں کی وجہ سے میں اس قابل ہوا۔

اور پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ پیر سید ثمر عباس شاہ صاحب بخاری قادری زیب سجادہ آستانہ عالیہ کبری شریف گجرات جن کی پُر خلوص دعائیں قدم قدم پہ میرے ساتھ رہیں اور برادر طریقت حافظ ظفر اقبال صاحب نگران حضرت سلطان باہوٹرسٹ (ڈویشن) گوجرانوالہ اور جگر گوشہ سلطان الہو اعظین حضرت علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل صاحب ایم اے گولڈ میڈلسٹ اور شیخ الحدیث علامہ حافظ غلام حیدر خادمی صاحب اور استاذی حضرت علامہ حافظ نیاز احمد الازہری پرنسپل دارالعلوم تاجدار مدینہ سیالکوٹ اور جانشین حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ محمد حامد رضا صاحب، مہتمم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ اور فخر القراء قاری عنایت اللہ قادری صاحب، سیالکوٹ اور برادر طریقت مخلص دوست حضرت علامہ قاری اصغر علی مجاہد صاحب، مہتمم جامعہ غوث الاعظم کوٹلی لوہاراں اور برادر اصغر حضرت علامہ قاری محمد ریاض صدیقی صاحب خطیب اعظم ماچھی کھوکھر سیالکوٹ اور برادر محترم علامہ قاری محمد اعظم چشتی صاحب، خطیب اعظم گوندل اور مولانا محمد ارشد قادری صاحب مروال شریف اور صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیقی سلمہ اور اس کتاب میں اگر اپنے دوست مصنف کتب کثیرہ عالم باعمل حضرت علامہ محمد اقبال عطاری صاحب جنہوں نے ہر موڑ پر رہنمائی فرمائی کا ذکر نہ کرنا بھی بخل ہوگا۔ اور آخر میں خصوصی شکر یہ ادا کرنا چاہوں گا معروف سماجی شخصیت جناب میاں افتخار حنیف صاحب صدر آرائیں انٹرنیشنل یوتھ فورم پاکستان آف آڈھا سیالکوٹ اور معروف خطیب پیکرِ خلوص و محبت حضرت علامہ قاری فیض احمد فیض صاحب خطیب اعظم آڈھا جنہوں نے اس کتاب کے سلسلہ میں خصوصی تعاون فرمایا۔

- (۱) محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- (۲) والدین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- (۳) اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- (۴) اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- (۵) سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

## محبتِ رسول ﷺ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ  
أَمَّا بَعْدُ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي

يُحِبِّكُمْ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ: (اے محبوب) آپ فرمائیے اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو  
میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا  
تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

اس کتاب کے 5 باب ہیں۔

## محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○ (متفق عليه)

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ معلوم یہ ہوا کہ محبت رسول کے بغیر بندہ مومن نہیں بن سکتا۔ بندہ نمازی ہو جائی ہو، عالم ہو، فاضل ہو، دانشور ہو، مصنف ہو، نمازی ہو، جو چھ بھی ہو محبت رسول نہیں تو چھ بھی نہیں۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے  
اسی میں ہوا رخا می تو سب چھ ناکمل ہے

جسم انسانی میں ہاتھ پیر آنکھ کان کو ہم جسم کہتے ہیں اور اس کے اندر ایک روح موجود ہے یعنی انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ جسم اور روح۔

اسی طرح عبادت کے دو حصے ہیں۔ ایک جسم دوم ارواح۔

نماز، روزہ، تلاوت، حج، جہاد، زکوٰۃ وغیرہ یہ ساری چیزیں عبادت کا جسم ہیں۔ ان کے اندر ایک روح ہے۔ عبادت کی روح محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جس طرح روح کے بغیر جسم کام نہیں کرتا۔ اسی طرح محبت رسول کے بغیر عبادت

کام نہیں کرتی۔ دیکھو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں۔ فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے بڑھ کر مجھے آپ سے محبت ہے۔ فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) ابھی تمہارا ایمان نامکمل ہے۔

یونکہ

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ

(بخاری شریف کتاب الایمان)

ترجمہ: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

اگر صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایمان محبت رسول کے بغیر کامل نہیں ہوتا تو پھر ہمارا ایمان بغیر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے کامل ہو سکتا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ فرمایا تو نے کون سا عمل ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تو کسی چیز پر مان نہیں بس آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت پر بھروسہ ہے۔ ارشاد فرمایا

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّهُ

جو جس سے محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ہر عمل سے زیادہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ناز تھا۔ اس بات کی تو گواہی غیروں نے بھی دی ہے۔

بخاری شریف میں عروہ بن مسعود کی وہ تقریر جو انہوں نے حالت کفر میں قریش مکہ کے سامنے کی کچھ اس طرح سے ہے۔

اے قوم! خدا کی قسم، بے شک میں نے قیصر و کسریٰ، نجاشی اور بڑے بڑے دربار

دیکھے ہیں۔

خدا کی قسم! میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ تھوکتے اور کھنگار پھینکتے ہیں تو وہ ان کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گر پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب کے سب خاموش ہو جاتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف نظر تک نہیں اٹھاتے۔ (بخاری)

یہ تو ایک جھلک ہے صحابہ کی محبت کی وہ مستانہ وارا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے۔ صحابہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز یوں نظر آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں تشریف لاتے ہیں اور منبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں وہ جگہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے کی تھی وہاں اپنے ہاتھوں پر اپنے منہ پر پھیر لیتے ہیں۔ (شفائے ریف 217)

شادباش اے عشق خوش سودائے ما

اے طیب جمد ملت ہائے ما

صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز سے محبت کی ہر حکم کی اتباع کی۔ صحابہ (رضوان اللہ علیہم) کا طریقہ ہمیں بتایا ہے کہ محبوب کی چیز سے محبت ضروری ہے اور محبوب کی پسند ہی اپنی پسند ہونی چاہئے۔

حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کے سر پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ید اللہ پیارا پیارا ہاتھ پھیرا جن بالوں کو دست مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چھوا یا ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ نے ساری عمر وہ بال نہ نوائے، وہ بال اتنے دراز تھے کہ جب آپ بیٹھتے وہ

زمین کو چھونے لگتے کسی نے کہا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ ان بالوں کو کٹواتے کیوں نہیں۔  
جواب دیا۔

لَمْ أَكُنْ بِالَّذِي أَحْلَقَهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُولَ اللَّهِ (صلى الله عليه  
وسلم) بِيَدِهِ (شفا، شریف 217)

میں ان بالوں کو ہرگز نہ منڈواؤں گا کیونکہ ان پر حضور علیہ السلام کا ہاتھ  
مبارک لگا ہوا ہے۔

یہ ہے صحابہ کرام کا وہ جذبہ جس کی وجہ سے وہ دونوں جہان میں کامیاب ہیں۔  
صحابہ کرام کو نبی پاک علیہ السلام کی ہر ہر ادا پیاری تھی۔ اسی لئے حضرت حسان ابن ثابت  
یوں کہتے ہیں۔

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي  
وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ  
خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جیسا حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں  
ہے۔ آپ جیسا حسین تو کسی ماں نے جنا ہی نہیں ہے۔ آپ ہر عیب سے  
پاک پیدا کئے گئے۔

ایسا لگتا ہے کہ آپ کو اللہ نے آپ کی چاہت کے مطابق بنایا ہے۔  
کیونکہ!

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں  
غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے چاندنی رات میں حضور  
علیہ السلام کو سرخ جبہ زیب تن کئے دیکھا۔ (ایک نظر چاند کو دیکھتا) ایک نظر حضور علیہ



السلام کو دیکھتا (میں نے فیصلہ کیا) کہ میرے نزدیک حضور نبیہ السلام چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ (شامل ترمذی ص 2)

عاشقوں کے امام حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں  
 جان آکھاں کے جانِ جہان آکھاں  
 سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں  
 جس شان توں شانناں سب بنیاں  
 کچھ چند بد شعشانی اے  
 متھے چمندی اٹ نورانی اے  
 کالی زلف تے آہ مستانی اے  
 مخمور آکھیں بن مد بھریاں  
 سبحان اللہ ما اجمالك  
 ما احسنك ما اكملك  
 کتھے مہر علی کتھے تیری  
 کتھاں آکھیاں کتھے جا آریاں

اور حسن پاکستان منظم پشتی یوں کہتا ہے۔

سانوں دیا عشق اے عشق اے  
 جیہڑا مڑ مڑ اے فوہڑا  
 منظم جیتے دل مڑ جاوے  
 اوتھے عیب نظر نہیں آوے

مولانا کے رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک بار حضور نبیہ السلام نے جبرائیل سے فرمایا کہ اپنا سارا حسن دیکھا و جبرائیل امین نے اپنے پیسے پانچوں دیکھے تو ہر طرف حسن سے

جلوے بکھر گئے پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی اپنا حسن جو بشریت کے پردوں میں چھپا رکھا ہے دکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل تو میرا حسن نہیں دیکھ سکتا۔ مولانا روم کہتے ہیں اگر حضور ایک پردے کو ہٹا دیتے تو جبرائیل قیامت تک بے ہوش ہو جاتے۔ کیونکہ

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت  
ہم جہاں میں تیری تصویر لئے پھرتے ہیں

بقول شاعر

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے  
گفتگو سرکار کی قرآن کی تفسیر ہے  
سوچتی تو ہو گی دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر  
وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

محبت کی جو تصویر صحابہ کرام کی زندگیوں میں نظر آئی ہے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دے کر فرماتے ہیں۔ اے پتھر میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے خدا کی قسم میں تجھے کبھی نہ چومتا گر میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے نہ چوما ہوتا۔

خلیفہ اول محسن امت رازدار رسول صاحب غار و مزار سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ سے گزرے تو آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور سر جھکا کر وہاں سے گزر گئے۔ ساتھیوں نے عرض کیا حضور آپ نے اس مقام پر اپنا سر کیوں جھکایا؟

ارشاد فرمایا یارو! میں ایک دن اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہاں سے گزرا تھا۔ اس مقام پر ایک درخت تھا جس کی شاخیں جھکی ہوئی تھیں۔ (اس وجہ سے) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تھوڑا سا جھک کے گزرے تھے۔ ساتھیوں نے

عرض کیا حضور اب اس جگہ نہ درخت ہے نہ اس کی شاخیں پھر آپ کیوں جھکے۔  
فرمایا ساتھیو! ہمیں درخت اور اس کی شاخوں سے غرض نہیں! ہمیں تو بس اتنا پتہ  
ہے کہ یہاں سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جھک کے نزرے تھے ہم بھی جھک کے نزرے  
گئے۔

ایہہ پرانیاں رسماں یار دیں  
اسی گل نال لائے بیٹھے آں  
محبت کرنے والوں کو انی مریوں ملتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔  
مَنْ أَحْسَنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ  
جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مہلی والے سے محبت ہی اصل ایمان ہے ان کی محبت کے بغیر  
ایمان کا تصور ہی نہیں۔ سارا جہان بنایا گیا انہی کے لئے یہ عالم سجایا گیا انہی کے لئے یہ  
دن اور رات انہی کے طفیل ہیں۔ جہان کی رنگینیاں انہی سے قائم کلیوں کی مسکان انہی  
سے پھولوں کی مہک انہی سے چمن کی بہاریں انہی سے سورج کی روشنی اور چاندنی نسیا،  
تاروں کا جھلملانا گلشن کا حسن بلبل کا ترنم چڑیوں کا چہچہانا انہی سے حق تو یہ کہ ساری  
کائنات صدقہ ہے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا جہان فانی ہے اور افانی سے نزرے  
کر لافانی کی بات کریں تو سنو! اگر میری مہلی والا نہ ہوتا تو رب کا رب ہونا بھی ناممکن  
ہوتا۔

حدیث قدسی ہے۔

لَوْلَاكَ لَمَا أَظْهَرْتُ رَبُّوبِيَّةً

(اے پیارے) اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کر سکتا۔  
پتہ یہ چلا کہ باعث تخلیق کائنات آپ کی ذات ہے۔ پھر کیوں نہ نہیں۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی  
 سب سے بالا و والا ہمارا نبی  
 خلق سے اولیاء اولیاء سے زسل  
 اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی  
 کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے  
 پر نہ ڈوبا نہ ڈوبے ہمارا نبی

محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اہمیت نہ دینے والے ذرا غور کریں حضور  
 کے غلاموں کی محبت بھی قیامت والے دن کام آئے گی۔

حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر و مرشد سے سنا کہ  
 قیامت کے دن گدڑی پوشوں کو بلانا جائے گا اور ان پر یہی گدڑی کا لباس ہوگا اور ایک  
 ایک گدڑی میں لاکھوں طنابیں ہوں گی۔ مریدین ایک ایک طناب پکڑ لیں گے۔ اللہ  
 تعالیٰ انہیں اتنی طاقت عطا فرمائے گا کہ ایک ایک بزرگ لاکھوں مریدوں کو کھینچ کر پل  
 صراط سے پار کر دیں گے اور ان کو جنت میں چھوڑ کر پھر واپس آ جائیں گے اور اعلان  
 کریں گے۔ مریدین تو چلے گئے اب وہ آؤ جنہوں نے دنیا میں ہماری مخالفت نہیں کی  
 پھر لاکھوں کو لے جائیں گے۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے  
 کایا ہی پنٹ دیں دنیا کی  
 یہ شان ہے خدمت گاروں کی  
 سرکار کا عالم کیا ہوگا

غلاموں کی حالت یہ ہے تو سرکار کا اپنا کیا عالم ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ قیامت کو بھی  
 محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کام آئے گی۔ آپ سے بغض و حسد رکھنے والے قیامت  
 والے دن بھی ذلیل و خوار ہوں گے اور جو محبت رکھنے والے ہیں۔ ان کی نگاہیں آپ کی

طرف ہی لگی ہوں گی۔

بقول شاعر

گناہ گار جو محشر میں فریاد کریں گے  
آیا ہوں میں آیا ہوں سرکار کہیں گے  
سر سجدے میں ہوگا کھل جائیں گی زلفیں  
امت کی بخشش کا اصرار کریں گے

اور رب فرمائے گا۔

یہ قہر و غضب میرا تیرے دشمن کے لئے ہے  
تیرے چاہنے والوں سے تو ہم پیار کریں گے  
اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ  
بنائے خدا اور بسائے محمد  
تماشا تو دیکھو جہنم کی آتش  
لگائے خدا اور بجھائے محمد

نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی امت سے بہت زیادہ محبت تھی یہ وقت  
اپنی امت کے نعم میں رہتے ہیں۔ دنیا میں تشریف لائے تب بھی ہوں یہ جاری تھیں  
سبلی امتی اور جب سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر کی حیات مبارکہ کے پہلے  
اس وقت بھی اپنی امت کو یاد رکھا۔

حضرت قثم بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ  
وسلم) کا وصال ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر منور تیار کی گئی اور آپ  
کے جسم مطہر و منور کو آپ کی لحد انور میں رکھا۔ سب سے آخر میں آپ کی قبر مطہر سے ہم  
نکلا۔ جب باقی ساتھی باہر نکل چکے تو میں نے ارادہ کیا کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی زیارت کراؤں جب میں نے کفن مبارک اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لب حرکت کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے کان قریب کئے تو اس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر جاری تھا۔

رَبِّ اُمَّتِي رَبِّ اُمَّتِي

اے میرے رب میری امت اے میرے رب میری امت

(مدارج النبوت، تذکرۃ الانبیاء)

امتی امتی لب پہ جاری رہا

امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو یاد رکھیں گے۔ سب کو اپنی اپنی پڑی ہو مگر آپ کو اپنی امت کی فکر! قیامت کے دن امت کو یاد رکھنا، آپ ہی کی شان ہے ورنہ کوئی کسی کو کب یاد کرے گا۔ قیامت کا نقشہ قرآن نے یوں بیان کیا۔

يَوْمَ يَفْعُرُ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيهِ ۝ وَاُمِّهِ وَاَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝

سورہ بئس پارہ نمبر 30

ترجمہ: ”اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے

باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے۔“

دوسری جگہ یہ یوں فرمایا گیا۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۝ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ ۝

(سورہ انفطار پارہ 30)

ترجمہ: جس روز کسی کے لئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا اور سارا حکم اس

روز اللہ ہی کا ہوگا۔

ایسے منظر میں شفاعت کرنے والے نبی پاک ہوں گے۔ خود نبی اکرم (صلی اللہ

علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ  
مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ (ترمذی)

میں ہی پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ فخر یہ نہیں کہتا۔

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن  
خوف سے ہر کھجہ دہل جائے گا  
اوڑھ کر کالی کھلی وہ آ جائیں گے  
تو قیمت کا نقشہ بدل جائے گا

آقا کریم کو اپنی امت سے اتنی محبت ہے تو چاہئے کہ امت بھی اپنے پیارے نبی سے والہانہ محبت کرے کیونکہ ہمارا حق بنتا ہے ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا سے پیار کریں۔ ہمارے آقا سے تو آپ کے اعلان نبوت سے بھی پہلے بڑے بڑے راہب آپ کی محبت کا دم بھرتے رہے جس کی مثال دیکھنے میں آتی ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پچیس سال کی عمر تشریف میں حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تو آپ حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں بسلسلہ تجارت تشریف لے گئے۔ قصبہ بھری میں پہنچے تو ایک درخت کے نیچے جو نسطور راہب کے نزدیک تھا، ٹھہرے۔ نسطور راہب نے رضی اللہ عنہ کو پہچانا تھا۔ ان سے پوچھنے لگا: یہ کون ہیں جو اس درخت کے نیچے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ نسطور راہب نے میسرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ یہ شرفائے قریش اور سادات بنی ہاشم ہیں۔ نسطور راہب نے کہا: تو یہ ہے کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے اور کوئی نہیں ٹھہرا ہوا۔ پھر پوچھا کیا ان کی آنکھ میں سرخی ہے جو کسی درد کی وجہ سے نہیں اور ہمیشہ رہتی ہے۔ میسرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ہے۔ نسطور راہب نے قسم کھائی کہ وہ پیغمبر آخر الزماں ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کی بعثت کے وقت زندہ ہو اور ملت اسلام میں داخل ہو اور

ان کی متابعت کرتا۔ (شواہد النبوة از علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ اکبر اپنے تو اپنے بیگانے بھی جن کی محبت کا دم بھرتے ہیں وہ محبوب کتنے پیارے ہوں گے۔ ان کا مقام لتنا رفع و اعلیٰ ہوگا۔

علامہ نوربخش تو کلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سیرت رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں انیس الطالبین کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

صوفیاء کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے نزدیک مقام و مرتبہ صدیقیت ہے اور سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس سرہ کا قول ہے کہ صدیقوں کے مقام کی نہایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور ان کے کلمات قدسیہ میں سے ہے کہ عام مومنین کے مقام کی غایت اولیاء کے مقام کی ابتداء ہے اور اولیاء کے مقام کی غایت شہیدوں کے مقام کی ابتداء ہے اور شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور نبیوں کے مقام کی غایت رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی غایت اولوالعزم کے مقام کی ابتداء ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقام کی ابتداء ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقام کی کوئی انتہا نہیں اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام کی انتہا نہیں جانتا (سیرت رسول عربی ص 426، 427)

حضرت شیخ سعدی شیرازی نے بات ہی ختم کر دی۔ آپ فرماتے ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ  
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ  
لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ  
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اے صاحب جمال اے سید البشر آپ کے روشن چہرے سے چاند روشن ہے۔ آپ کی تعریف کما حقہ من ہی نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد



آپ ہی بزرگ ترین ذات ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچه خوباں ہمہ دارند تو تنها داری

محبت رسول کی چند جھلکیاں پیش کرنے کے بعد اب ہم محبت رسول کے تقاضوں کی طرف چلیں گے جن میں سب سے پہلے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والدین کریمین کا تذکرہ اس کے بعد اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس کے بعد صحابہ کرام (رضوان علیہم اجمعین) کا ذکر اور آخر میں سنت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالہ سے تحریر آپ کے سامنے ہوگی۔

ہر گل میں تبسم ہے نمایاں ان کا

ہر چیز میں جلوہ ہے فروزاں ان کا

کیا نکھے کوئی وصف محمد صائم

جب آپ ثناء خوان ہے یزداں ان کا

(صلی اللہ علیہ وسلم)

## والدین رسول (ﷺ)

کائنات میں سب سے خوش بخت جوڑا جن کے ملاپ سے بے سہاروں کو سہارا ملا، بے بدانتوں کو بدانت ملی، یتیموں کو سایہ ملا، بیواؤں کو آسرا ملا، کلیوں کو تبسم ملا، پھول کو مہک ملی، سورج کو روشنی ملی، چاند کو چاندی ملی، ستاروں کو نور ملا، دریاؤں کو روانی ملی کائنات کو مسکرانا آیا، غلاموں کو آقا ملا، ولیوں کو رہبر ملا، نبیوں کو امام ملا، حلیمہ کو ڈریٹیم ملا، امت کو غم خوار ملا، گمراہوں کو اٹھانے والا تاجدار ملا، محبوبوں کو محبت ملا، محبوب کو محبوب ملا، قافلہ کو سالار ملا، ہم سب کو رب کا یار ملا۔

اسی خوش نصیب جوڑے میں سے اک کا اسم گرامی محسن امت مخدوم امت والد رسول حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے اور دوسرا نام مخدومہ کائنات مخدومہ دارین حضرت سیدہ آمنہ خاتون (رضی اللہ عنہا) ہے۔

والدین رسول (ﷺ) کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگائیں جن کو اللہ نے کائنات کا سب سے افضل بیٹا عطاء فرمایا ہو ان والدین کی شان کیا ہوگی۔

ستم ظریفی تو دیکھو! آج نبی پاک (ﷺ) کا کلمہ پڑھنے والے آپ کی امت کہلانے والے ہی آپ کے والدین کریمین کے ایمان میں شک کر رہے ہیں اور طرح طرح کی بولیاں بول رہے ہیں۔ کوئی (نعوذ باللہ) حاکم بدھن، والدین کریمین کو کافر و مشرک اور جہنمی کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتا۔ کبھی اسلام کے دعویٰ دار نبی پاک کی پیاری امی جان سیدہ آمنہ خاتون (سلام اللہ علیہا) کی قبر مطہر و منور کو مسمار کر کے اپنی دنیا و آخرت خراب کر رہے ہیں۔

اے محبت رسول کا دم بھرنے والو! اگر حضور پاک سے سچی محبت ہے تو پھر نبی پاک کے والدین کا ادب و احترام کرنا پڑے گا ورنہ اپنے ایمان کی خیر مناؤ! اللہ کریم نے قرآن پاک میں پہلے ہی فرما دیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (احزاب آیت 57 بارہ 22)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (القرآن)

آپ خود اندازہ فرمائیں جن پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔ ان لوگوں کا ایمان سلامت کیسے رہ سکتا ہے۔

حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا محترم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و جس بندے نے شہید کیا اس کا نام وحشی ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر وحشی ایمان لائے صحابی رسول بن گیا۔ صحابہ کرام کے لئے حضور کا ارشاد پاک ہے۔ صحابی کا النجوم، میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، ایسے خوش نصیب گروہ میں داخل ہونے کے باوجود نبی اکرم نے فرمایا اے وحشی رضی اللہ عنہ میرے سامنے نہ آیا کرو تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے عم محترم کی یاد آتی ہے اور مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ وحشی رضی اللہ عنہ تو کلمہ پڑھ کر اب سیدنا حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن چکے ہیں مگر حضور کے سامنے آنے کی اجازت نہیں ملتی۔ والدین مصطفیٰ کو گالیاں دینے والوں کے سامنے تہمت قبر وحشہ میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے جاؤ گے۔

وہ منظر بھی یاد کرو جب دشمن رسول کی بیٹی جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی اس دشمن ابولہب کی بیٹی کلمہ پڑھ کر غلامی رسول کی رسی گلے میں ڈالتی ہے۔ عورتیں دیکھ کر چہ گلوئیاں کرتی ہیں کہ یہ دشمن رسول ابولہب کی بیٹی ہے۔ بات بھی نہیں

لیکن جب ابوہب کی بیٹی رسول کریم کی بارگاہ بے کس پناہ میں شکایت کرتی ہے تو حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے لوگو! مجھے میرے خاندان کے بارے میں تکلیف نہ دو!

(ذخائر محمدیہ از ذاکر محمد علوی المالکی)

حضرت امام مسلم اپنی سند کے ساتھ حضرت ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَبْرَ أُمِّهِ  
فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي

وَأَسْتَأْذِنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرِهَا فَأَذِنَ لِي

فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ.

(مسلم شریف کتاب الجنائز)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کو گئے تو وہاں جا کر خود بھی روئے اور ارد گرد کے لوگوں کو بھی رُلا دیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ کے استغفار کے لئے اپنے رب سے اجازت مانگی تو مجھے اجازت نہ دی گئی پھر میں نے ان کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت لی تو مجھے اجازت دیدی گئی۔ پس اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔ (مسلم شریف)

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والدین کریمین مومن تھے ورنہ زیارت کی اجازت نہ ملتی کیونکہ مشرک و کافر کی قبر پہ جانا ممنوع ہے۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۗ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا تُوُوا وَهُمْ

## فِسْقُونِ ۰

ترجمہ: اور نہ اس کی قبر پہ کھڑے ہوں کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔ (اتوبہ آیت 84)

کئی لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر والدین مصطفیٰ مومن ہوتے تو استغفار سے نہ روکا جاتا جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کو استغفار سے اس لئے روکا گیا کیونکہ آپ کے والدین پہلے ہی گناہوں سے محفوظ تھے تو اللہ تعالیٰ نے دعا سے روک کر یہ ثابت کر دیا کہ اے محبوب دعا بخشش کی ان لوگوں کے لئے کی جاتی ہے جو گناہ گار ہوں۔ آپ کے والدین کو ہم نے پہلے ہی بخش دیا ہے۔ آپ کو استغفار کی ضرورت نہیں جیسا کہ قرآن اس بات پہ شاہد ہے۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ (سورہ فتح)

ترجمہ: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے تمہارے اگلوں اور پچھنووں کے گناہ بخشے۔

تو پتہ چلا کہ والدین مصطفیٰ پہلے ہی بخشے ہوئے تھے اس لئے استغفار سے روکا گیا اور یہ ضروری نہیں کہ جس کے لئے استغفار نہ کیا جائے۔ وہ کافر ہی ہو ورنہ یہ لازم آئے گا کہ مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کے لئے بھی جنازہ میں استغفار نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح پیدائشی پاگل یا قبل از بلوغت پاگل ہو جانے والے کے لئے بھی استغفار نہیں تو ان کے گھر کا بھی فتویٰ لگانا پڑے گا۔ بات صرف یہ ہے کہ ہمیں تعصب کی عینک کو اتار کر پھینکنا ہوگا اور خاندان رسالت کی دشمنی کو دل سے نکالنا ہوگا اور والدین رسول کا ادب کرنا ہوگا ورنہ محبت رسول چہ معنی دار اپنے دلوں کو اور محبت رسول سے معمور کرنا ہے تو اس کے تقاضوں کو پورا کرنا پڑے گا۔

کیا علاج کیا جائے ان لوگوں کا جن کو زبان مصطفیٰ پر بھی اعتبار نہیں۔ والہا!

النبوت میں یہ روایت ہے کہ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وسلم) لَمْ

يَلْتَقِ ابْوَاىَ فِي سَفَاحٍ لَمْ يَزَلِ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَنْقُلْنِي مِنْ أَصْلَابِ  
طَيِّبَةٍ إِلَىٰ أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ صَافِيًا مُهَذَّبًا لَا تَشْعَبُ شُعْبَتَانِ إِلَّا  
كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے والدین کبھی زنا پر جمع نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا جو صاف اور مہذب تھے اور جب بھی دو شاخیں ملیں تو میں ان میں سے افضل اور بہتر شاخ میں تھا۔

(دلائل النبوت لابی نعیم الاصبہانی)

یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں کہ میں پاکیزہ پشتوں پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوا۔ اب تو کوئی شک نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری اپنی سعد سے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ  
مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا فَقَرْنَا حَتَّىٰ كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي  
كُنْتُ مِنْهُ

ترجمہ: روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے رسول اللہ نے فرمایا میں ہر زمانے میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے بہترین لوگوں میں مبعوث کیا گیا ہوں۔ حتیٰ کہ اس زمانے کے بہترین لوگوں میں سے جس میں ہوں۔ (الجامع الصحیح المصنف من امور رسول اللہ للبخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے آباؤ اجداد کو بہترین فرما رہے ہیں اور بغیر ایمان کے کوئی زمانے میں بہترین کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ کریم نے قرآن پاک میں فرمایا۔

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ (القرآن سورہ توبہ)

ترجمہ: بے شک مشرک پلید ہیں۔

کافر و مشرک تو پلید ہیں یہ زمانے کے بہترین لوگ کیسے ہو سکتے ہیں۔ بہترین لوگ

تو وہ ہیں جو صاحب ایمان اور موحد مومن ہیں۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَ خَيْرُكُمْ اَبَا

میں تم میں بہترین ہوں۔ میرے آباؤ اجداد تمہارے آباؤ اجداد سے بہتر ہیں۔

ان تمام تر دلائل کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے والدین کریمین سیدین طاہرین طہیبین کئے تھے مسلمان موحد مومن تھے۔ والدین

مصطفیٰ کے بارے میں تین قول ہیں۔

نمبر 1۔ ایک قول یہ ہے کہ کفر پہ زندہ رہے کفر پہ موت آئی۔ (نعوذ باللہ)

نمبر 2۔ کفر پہ زندہ رہے نبی پاک کی دعا سے زندہ ہوئے۔ ایمان لانے اب مومن

ہیں۔

نمبر 3۔ والدین مصطفیٰ اعلیٰ درجے کے مومن تھے۔ درجہ صحابیت کے زندہ ہوئے

کر کلمہ پڑھایا۔

نمبر 1

جو لوگ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) والدین کریمین و (نعوذ باللہ) کا فہم

ہیں وہ یہ دلائل پیش کرتے ہیں۔

نمبر (1) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی والدہ

ماجدہ کی قبر منور و مطہر پر حاضر کی دی۔ خود بھی روئے اور وہ روئے و تہنیں رزق اور فرمایا

”میں نے اپنی ماں کے لئے استغفار کی اجازت مانگی۔ مجھے اجازت نہ ملی

زیارت قبر کی اجازت مانگی تو اجازت مل گئی۔“

اس حدیث کے راویوں نے نبی پاک کی والدہ ماجدہ کا غرضت کرنے کی مشق

کرتے ہیں۔

پچھلے صفحات پر اس حوالہ سے گفتگو ہو چکی ہے۔ یہاں صرف یہ عرض ہے کہ اگر حضور کی امی جان مومنہ نہ ہوتیں تو زیارت کی اجازت کیوں ملتی کسی مشرک و کافر کی قبر پہ جانا جائز نہیں ہے۔

نمبر (۲) دوسری دلیل یہ دی جاتی ہے کہ حضرت انس راوی ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی حضور میرا باپ کہاں ہے۔ فرمایا آگ میں جب وہ واپس جانے لگا تو حضور نے فرمایا:

”إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ“

بے شک میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہے۔

عربی زبان میں اب چچا کے لئے کبھی تاپا کے لئے کبھی دادا کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کبھی والد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس شخص کی دل جوئی کے لئے فرمایا۔

تیرا باپ اور میرا چچا دونوں جہنم میں ہیں۔

ثابت یہ ہوا کہ پہلا اور دوسرا قول بالکل باطل ہے۔

نمبر (۳) تیسرا قول بالکل حق پر مبنی ہے۔ اسی پر امت کا اجماع ہے۔

پچھلے صفحات پر کچھ تفصیل گزر چکی ہے۔ مزید عرض ہے کہ والدین مصطفیٰ (صلی اللہ

علیہ وسلم) کے بارے میں (علماء کے تین مسلک ہیں)

جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسالک الحنفیاء میں ذکر فرمایا۔

”مسلک اول“

رسول اکرم کے والدین کریمین حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعلان

نبوت سے پہلے وصال فرما گئے تھے اور ان کو دعوت ہی نہ پہنچی اور دعوت سے پہلے کسی قسم کا

عذاب نہیں ہے کیونکہ اللہ کریم کا ارشاد گرامی ہے!



”وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا“

ترجمہ: اور ہم عذاب نہیں دیتے جب تک ہم رسول مبعوث نہ فرمائیں۔

”مسلک ثانی“

”إِنَّهُمَا لَمْ يَكُنَّا عَلَيْهِمَا شُرَكَاءَ بَلْ كَانَا عَلَى الْخِنْفِيَّةِ دِينِ

جَدِّهِمَا إِبْرَاهِيمَ“

ترجمہ: رسول رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والدین کریمین سے شرک

ثابت نہیں ہے بلکہ وہ اپنے جدا مجد سیدنا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے

دین حنیف پر تھے۔

”مسلک ثالث“

”إِنَّ اللَّهَ أَحْيَا لَهُ أَبَوَيْهِ حَتَّىٰ آمَنَّا بِهِ“

بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و کرامت

کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور وہ

دونوں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آئے۔

تمام تر بحث سے یہ ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم و محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

والدین کریمین یکے جنتی ہیں اور وہ زمانہ فترت میں دنیا سے پردہ فرما گئے۔

زمانہ فترت سے مراد! وہ زمانہ ہے جس میں سابقہ انبیاء کرام کی تعلیمات منقور ہو

چکی ہوں۔ اور کوئی بھی نبی اپنی تعلیمات کے ساتھ موجود نہ ہو۔

”اہل فترت تین قسم کے لوگ ہیں“

”قسم اول“

(جو موحد ہیں)

قسم ثانی (کافر و مشرک ہیں)

قسم ثالث (جو نہ موحد ہیں نہ کافر بلکہ غافل ہیں)

قسم اول کے لگ جنتی ہیں قسم ثانی والے دوزخی ہیں اور قسم ثالث والے لوگوں سے قیامت والے دن امتحان لیا جائے گا۔ کامیابی پر جنت ناکامی پر دوزخ دی جائے گی۔  
”قسم اول کے جنتی ہونے کی دلیل“

(۱) امام حاکم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ لَا تَسُبُّوا وَرَقَةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ

ترجمہ: ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ورقہ بن نوفل کو برا مت کہو میں نے اس کے لئے ایک جنت یا دو جنتیں دیکھی ہیں۔

(۲) عَنْ غَالِبِ بْنِ أَبَجْرٍ قَالَ: ذَكَرْتُ قَيْسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) رَحِمَ اللَّهُ قَيْسًا رَحِمَ اللَّهُ قَيْسًا، قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرْحَمُ عَلِيَّ قَيْسٍ؟ قَالَ نَعَمْ أَنَّهُ كَانَ عَلِيَّ دِينَ أَبِي إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ.....

ترجمہ: امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ حضرت غالب ابن ابجر سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب قیس کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ قیس پر رحم کرے اللہ قیس پر رحم کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا قیس پر رحم کیا جائے گا؟ فرمایا ہاں کیونکہ وہ میرے باپ اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کے دین پر تھا۔ (المجم الكبير للطبرانی)

”قسم ثانی کے جہنمی ہونے کی دلیل“

کفار و مشرکین کے جہنمی ہونے میں قطعی طور پر کوئی شک و شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے عذابِ دوزخ میں گرفتار رہیں گے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ“

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے۔  
دوسرے مقام پر فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ  
وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ  
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۝ (البقرة)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور حالتِ کفر ہی میں مر گئے۔ ان پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ تو ان سے عذاب ہلکا ہوگا نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

”قسم ثالث کے لوگ“

عن ابی ہریرۃ قال اذا كان يوم القيامة جمع الله تبارك و تعالیٰ  
نسم الذین ماتوا فی الفترۃ والمصوہ والامم والابکم  
والشیوخ الذین جاء الاسلام حروفو ثم ارسل رسولا  
ادخلو النار فیقولون کیف ولما اتنا رسول وایم الله  
لو دخلنا لكانت علیهم بردا وسلاما ثم یرسل الیہم فیطیعہ  
من كان یرید ان یطیعہ قبل قال ابو ہریرۃ اقروا ان شئتم وما  
کنا معذبین حتی نبعث رسولا

ترجمہ: (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بروز قیامت اہل فترت کو، کم عقل اور بہرے، گونگے اور بوزھے لوگوں کو جمع فرمائے گا کہ جنہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا پھر ان کی طرف ایک رسول بھیجے گا جو ان سے کہے گا کہ دوزخ میں داخل ہو جاؤ وہ کہیں گے کیوں؟ ہمارے پاس تو کوئی رسول نہ آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ اس میں داخل ہو جائے تو وہ (آگ) ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جاتی، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) ان کی طرف ایک رسول بھیجے گا ہم جس کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے گا وہ اس رسول کی اطاعت کرے گا پھر حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو "وما لنا معذبین حتی نبعث رسولا" (اور ہم عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں)

تمام تر بحث سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ نبی پاک کے والدین کریمین پکے موحد و مومن اور پکے جنتی ہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی مائیں تو جنت میں جائیں اور باعث تخلیق کائنات امام الانبیاء رحمۃ العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ جنت میں نہ جائیں اور وہ مچھلی تو جنت میں جائے جس کے پیٹ میں حضرت یونس رہے، لیکن وہ ماں جس کے پیٹ میں خدا کا لاڈلا حبیب نو ماہ رہا۔ اس ماں کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

بقول شاعر

واہ رتبہ تیرا سیدہ آمنہ  
نور ہے آپ کا سیدہ آمنہ  
ساری توحید ہے تیری آغوش میں  
مومنہ مسلمہ سیدہ آمنہ

اے عشقِ مصطفیٰ کا دعویٰ کرنے والو! ذرا سوچو تو یہ کہاں کی محبت کیسا عشق کیسا پیار ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں شک کرنا اور دلوں میں دوسو سے لانا، اے دعویٰ کرنے والو! عاشق لوگ تو محبوب کی گلی کے کتوں سے بھی پیار کرتے ہیں۔

نجدیو! محبوب کا تھا حق یہی  
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

علماء تو فرماتے ہیں۔

جو جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے ملی ہوئی ہے وہ کائنات کی ہر جگہ سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ، کرسی اور عرشِ الہی پر بھی فضیلت رکھتی ہے۔

(شرح صحیح مسلم، ص ۱۰۱)

جسمِ مبارک سے لگنے والی مٹی کا یہ مرتبہ ہے تو جس بطنِ مبارک سے آپ کا تعلق ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ ہے وہ ماں یا اتنا بھی درجہ نہیں رکھتیں کہ جنت میں جائیں۔

ہوں درود تجھ پر بھی آمنہ  
تیرے چاند پر بھی سلام ہو  
تیری گود کتنی عظیم ہے  
ملا جس کو ماہ تمام ہے

اللہ اکبر! والدینِ مصطفیٰ کے مزاروں کا صدیوں بعد بھی محفوظ و مشہور ہونا جس کی ان کے ایمان کی گواہی دیتا ہے مگر کیا کریں۔

”اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے“

غیر اگر طعنہ کریں تو اتنا دکھ نہیں ہوتا۔ دکھ تو اس وقت ہوتا جب کلمہ پڑھنے والے غلامی کا دعویٰ کرنے والے حرمتِ رسول کی بات کرنے والے، والدینِ مصطفیٰ کو کالیاں دیں۔ ان کے مزار کو شہید کرنے کی کوشش کریں، کیا ایسے لوگوں کو شہرہ نہیں آتی؟ کیا وہ یہ

بات بھول چکے ہیں۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

مسجد نبوی کی توسیع کے موقع پر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا جسد اطہر آپ کی قبر مبارک سے 14 سو سال بعد بالکل تروتازہ صحیح سلامت نکلا اور سات صحابہ کرام کے جسم بھی بالکل تروتازہ تھے جن کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

(بحوالہ نوائے وقت بروز ہفتہ 21 جنوری 1978) (روزنامہ جنگ کراچی 21 جنوری 1978)

14 سو سال کے بعد بھی جسم مبارک تروتازہ رہنا جسے کراچی کے کچھ احباب نے

اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس سے بڑا اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔

طوفان نوح لانے سے اے آنکھ فائدہ

ایک اشک ہی کافی ہے اگر کچھ اثر کرے

آج ہم رورو کے کہتے ہیں کہ

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں

میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے پیارے آقا کو کم و بیش 75 مرتبہ جاگتی

آنکھوں سے دیکھا۔ کسی کو پتہ ہے کہ یہ مرتبہ ان کو کیسے ملا۔ موصوف نے والدین نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کے بارے میں 6 رسالے تحریر فرمائے۔ نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کو ان کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر بار بار اپنا واضحی

مکھڑا دکھایا۔

آج ضرورت اسی چیز کی ہے کہ ہم اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ

رکھتے ہیں تو ہمیں آپ کے والدین کریمین کے بارے میں بھی محتاط رہنا ہوگا۔ ہمیں ان

کا ادب و احترام کرنا پڑے گا اور خاندان رسالت سے دشمنی کو ختم کرنا ہوگا اور یہ ایمان اور

عقیدہ رکھنا ہوگا۔

قاسم رشد و بدنی ہیں والدین مصطفیٰ  
 پیکر صدق و صفا ہیں والدین مصطفیٰ  
 باپ ہیں اللہ کے بندے ماں امانتدار ہیں  
 متقین و حق نما ہیں والدین مصطفیٰ  
 پشت بھی پاکیزہ تھی اور رحم بھی پاکیزہ تر  
 حامل نورِ خدا ہیں والدین مصطفیٰ  
 کم نہیں ختم الرسل کی والدینی کا شرف  
 فخر کرنے میں بجا ہیں والدین مصطفیٰ  
 دہر میں یوں تو کروڑوں اور بھی ماں باپ ہیں  
 والدین مصطفیٰ ہیں والدین مصطفیٰ  
 ان کا رتبہ ان کے بیٹے مصطفیٰ سے پوچھئے  
 کب ہمیں معلوم کیا ہیں والدین مصطفیٰ  
 ان کے ہاں فیضان کھولی مصطفیٰ نے چشم نور  
 راستی کا سلسلہ ہیں والدین مصطفیٰ

اللہ کریم والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین

محبت اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور نبی اکرم تاجدار کائنات امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی  
 محبت ہر مسلمان کے لئے فرض وری ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ بھی ہے کہ  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کی جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اہل بیت سے محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے بلکہ محبت رسول کا حصہ محبت اہل  
 بیت ہے۔ تمام امت کو چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کرے۔

آج کئی لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہہ کے اپنی دنیا اور آخرت تباہ کر رہے ہیں اور اپنے ایمان کا جنازہ نکال رہے ہیں اور کئی لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو برا بھلا کہہ کے اپنا ایمان خراب کر رہے ہیں۔ جب کہ محبت رسول کا دم بھرنے والا ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

سب سے پہلے یہ سوال اٹھتا ہے کہ اہل بیت ہیں کون؟

قرآن پاک میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ  
تَطْهِيرًا (الاحزاب پارہ 22)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہرنا پا کی دور فرمادے۔

تفسیر خزان العرفان میں اس آیت کی شرح لکھتے ہوئے مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور خاتون جنت، حضرت علی اور حسنین کریمین ہیں۔

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

ایک روز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے تشریف لائے اور بیٹھ

گئے۔

فَاتَتْ فَاطِمَةَ فَأَدْخَلَهَا فِيهِ  
ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ فِيهِ  
ثُمَّ جَاءَ الْحَسَنُ فَأَدْخَلَهُ  
ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَأَدْخَلَهُ

ترجمہ: پس حضرت فاطمہ تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں داخل فرمایا۔ پھر حضرت مولا علی شیر خدا تشریف لائے ان کو



بھی چادر میں داخل فرمایا پھر حضرت حسن آئے ان کو چادر میں داخل فرما لیا۔ پھر حضرت حسین آئے ان کو بھی چادر میں داخل فرمایا اور یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ..... (تفسیر خازن)

جب حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عیسائی وفود سے حضرت عیسیٰ کے بارے میں گفتگو فرمائی تو یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

ترجمہ: بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک حضرت آدم جیسی ہے جن کو اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا پھر فرمایا ہو جاوہ ہو گئے۔

عیسائیوں نے جب سنا تو انکار کر دیا۔ اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی۔  
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ

(اے محبوب) فرما دو! آؤ ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں۔

وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ لَعْنَتُ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پہلے 3 آیت مان)

اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو بلائیں اور اپنی جانوں اور تمہاری جانوں کو بلائیں پھر مباہلہ کریں پھر جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شان و شوکت سے تشریف لائے کہ وہ میں حضرت حسین دائیں طرف انگلی پکڑے حضرت حسن پیچھے بی بی فاطمہ اس سے پیچھے حضرت علی اور زبان سے فرماتے جاتے۔

اللَّهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِ بَيْتِيْ

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

عیسائیوں نے جب یہ نورانی منظر دیکھا تو پکار اٹھے کہ ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ

ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضور فرماتے ہیں اگر عیسائی مباہلہ کرتے تو ان کی شکلیں بدل جاتیں ان کے جنگل جل جاتے۔ نجران کے چرند و پرند نیست و نابود ہو جاتے۔ (روح البیان)

اس واقعہ سے ایک خاص گروہ لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ نبی پاک کی ایک ہی بیٹی ہے اگر زیادہ بیٹیاں ہوتیں تو مباہلہ میں ضرور شریک ہوتیں۔ یہ جاہلانہ چال ہے کوئی بھی صاحب علم اس طرح کی لغوبات نہیں کر سکتا۔ تھوڑا سا علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ نبی پاک کی صاحبزادیاں واقعہ مباہلہ سے پہلے سوائے حضرت خاتون جنت کے وفات پا چکی تھیں۔ چنانچہ حضرت رقیہ کا وصال 2 ہجری میں حضرت زینب کا وصال 8 ہجری میں، حضرت ام کلثوم کا وصال 9 ہجری میں ہوا اور مباہلہ 10 ہجری کا واقعہ ہے۔

## حضور کی چار بیٹیاں

یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک سے زیادہ تھیں جیسا کہ قرآن پاک کے بائیسویں پارے کی سورہ احزاب میں اللہ کریم فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ  
مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۗ (احزاب آیت ۵۰)

اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

قرآن کی اس مبارک آیت میں اللہ کریم نے بنت نہیں بلکہ بنات فرمایا۔ بنات، بنت کی جمع ہے اور عربی میں جمع کا لفظ کم از کم تین پہ بولا جاتا ہے تو پتہ چلا کہ نبی پاک کی صاحبزادیاں چار ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ جو لوگ ایک بیٹی کو ہی تسلیم کرتے ہیں ان کے اپنے علماء کی کتابیں بھی اس بات کی شاہد ہیں کہ نبی پاک کی بیٹیاں چار ہیں۔

مثلاً: اصولی کافی، حیات القلوب، سنج البیانہ، تحفۃ العوام وغیرہ

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ: معتبر اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق (ع) نے

عندہ سے مروی ہے کہ رسول خدا کی اولاد جو حضرت خدیجہ کے شکم سے ہوئی صاحب اور قاسم

اور فاطمہ اور ام کلثوم، رقیہ، زینت تھیں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۴۴۶)

شیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب لکھتا ہے:

آپ نے خدیجہ سے نکاح کیا جب بیس اور چند سال کے تھے اس مبعوث ہونے سے پہلے ان کے بطن سے قاسم، رقیہ، زینت اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور مبعوث ہونے

کے بعد طیب اور طاہر اور فاطمہ کا تولد ہوا۔ (اصول کافی ص 278)

تحفۃ العوام میں یوں لکھا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُقِيَّةِ بِنْتِ نَبِيِّكَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أُمِّ كَلْثُومِ بِنْتِ نَبِيِّكَ

ترجمہ: اے اللہ ہمارے درود ہوں رقیہ بنت نبی اور ام کلثوم بنت نبی پر۔

(تحفۃ العوام ص 154 ج نمبر 1)

ان روایتوں سے ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی 4 صاحبزادیاں ہیں اور چاروں حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے ہیں۔ اب مختصر سا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا۔

نمبر ۱: حضرت سیدہ زینب بنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبزادیوں میں سب سے بڑی ہیں۔ بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح ان کے خالہ زاد ابو العاص بن الربیع سے ہوا۔

ابو العاص بن الربیع نے 7ھ میں مدینہ پاک میں اپنے ایمان کا اظہار کیا مگر مسلمان تو آپ تقریباً ایک سال پہلے مکہ میں ہو چکے تھے۔ حضرت زینب کی اولاد میں ایک بیٹا علی نام کا اور ایک بیٹی امامہ تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں ایک دن کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔ جس میں ایک قیمتی ہار تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے فرمایا یہ کیسا ہے؟ سب نے عرض کیا کہ اس سے خوبصورت ہار ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہار میں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج مطہرات سمجھیں کہ عائشہ کو ملے گا۔ مگر حضور نے امامہ کو بلا کر اپنے دست مبارک سے وہ ہار امامہ کے گلے میں ڈال دیا۔ حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ سلاما اللہ علیہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد امامہ سے نکاح کر لینا۔ وصیت کے مطابق حضرت علی نے امامہ سے نکاح کر لیا تھا۔ امامہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا محمد اوسط پیدا ہوا۔ حضرت سیدہ زینب بنت رسول کا وصال

8ھ میں ہوا۔ نبی پاک کو زینب کے وصال کی خبر سن کر شدید صدمہ ہوا۔ آپ نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو بیری کے پتے ڈال کر غسل دیا جائے۔ حکم کے مطابق حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت ام ایمن، حضرت ام عطیہ انصاریہ نے امام الانبیاء کی لخت جگر کو غسل دیا۔ غسل کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند مبارک کفن کے لئے عطا فرمایا پھر جنازہ پڑھا گیا اور جنت البقیع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے آپ کو قبر میں اتارا۔

نمبر ۲۔ حضرت سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت سیدہ (رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت زینت رضی اللہ عنہا سے تین سال چھوٹی ہیں۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعلان نبوت سے قبل ان کا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہوا۔ جب سورہ تبت ید ابی لہب وتب نازل ہوئی تو باپ کے کہنے پر عتیبہ نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ مکہ مکرمہ میں یہ بات مشہور ہو گئی۔

”سب سے اچھا جوڑا سیدہ رقیہ اور سیدنا عثمان کا ہے۔“

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو ہجرتیں فرمائیں۔ ایک حبشہ کی طرف دوسری حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف، ان کی شان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خدا کی طرف ہجرت کی۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان کے ایک صاحبزادے بھی پیدا ہوئے جن کا اسم گرامی حضرت عبداللہ ہے۔ حضرت عبداللہ اپنی والدہ کے انتقال کے دو سال بعد تک زندہ رہے۔ بالآخر چھ سال کی عمر مبارک میں وصال فرمایا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بوقت وصال اکیس سال تھی۔

نمبر ۳۔ حضرت سیدہ امّ کلثوم بنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم تھیں جو عتبہ بن ابولہب کے نکاح میں تھیں۔ عتبہ نے جب ام کلثوم کو طلاق دی ساتھ ہی اس بد بخت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بد کلامی کی اور آپ کی قمیض مبارک کو چاک کر دیا اور جاتے جاتے اس بد بخت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھوک دیا۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مطہر سے جو الفاظ نکلے وہ یوں تھے۔

اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كَلَابِكَ (مدارج النبوت)

ترجمہ: اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔

جو لفظ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زباں سے نکلے وہ کیسے رد ہو سکتے تھے جس

زبان کے بارے میں خود اللہ پاک یہ اعلان کر رہا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں

کی جاتی ہے۔ (کنز الایمان)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مطہرہ کے لئے فرماتے ہیں۔

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا الْحَقُّ .

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میری

زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی۔ (ضیاء القرآن سورہ نجم)

امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں

فرماتے ہیں۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جس وقت حضور علیہ السلام نے عتبہ کو بد عادی۔ اس وقت ابو طالب بھی وہاں

موجود تھے۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کہ تجھے کون سی چیز اس دعا سے بچائے گی۔ کچھ عرصہ بعد عتبہ ملعون تجارت کے لئے ملک شام کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا گیا جہاں درندے تھے۔ ابوہب نے قافلہ والوں سے کہا آج رات تم ہماری مدد کرو کیونکہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا سے ڈرتا ہوں۔ سارا سامان تجارت اٹھا کر کے عتبہ کو اس کے اوپر سلا یا اور چاروں طرف قافلہ والے گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے۔ اللہ پاک نے سب پر نیند مسلط کر دی۔ ایک شیر آیا جس نے سب کے منہ سونگھے کسی کو بچھ نہ کہا۔ عتبہ کو اس شیر نے ایسا بچہ مارا کہ اس کو چیر پھاڑ دیا۔ (شوبہ البدوۃ)

حضور علیہ السلام نے سیدہ رقیہ کے انتقال کے بعد سیدہ ام کلثوم کا نکاح 3 ہجری میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا اور فرمایا یہ جبریل کھڑے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا جائے۔

۳ھ کو جب حضرت عثمان کا نکاح سیدہ ام کلثوم سے ہوا تو ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔ یعنی دونوروں والا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا عثمان وہ ہیں جن کو ملاء اعلیٰ کے فرشتے ذوالنورین کے نام سے یاد کرتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دو صاحبزادیاں ہیں۔ (مدارج النبی)

سیدہ ام کلثوم کا انتقال ۹ھ میں ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سیدہ ام کلثوم کے انتقال کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُرمیہ کی اور صاحبزادیاں بھی ہوتی ہیں مکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

نمبر ۴۔ حضرت سیدہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی  
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

حضور سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چوتھی صاحبزادی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا خاتون جنت ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بہت پیار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں جاتے تو سب سے اخیر میں خاتون جنت سے ملاقات فرماتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت خاتون جنت سے ملاقات فرماتے۔

سیدہ کی ولادت باسعادت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 35 سال تھی۔ (الاصابہ ج 4 ص 365)

ایک قول کے مطابق آپ کی پیدائش بعثت نبوی کے بعد ہوئی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 41 سال تھی۔  
لیکن پہلا قول معتبر ہے۔

### نکاح:

خاتون جنت کا نکاح حضرت مولا علی کے ساتھ حضر 2 ہجری میں ہوا اور رخصتی ذوالحجہ 2 ہجری میں ہوئی جب حضرت خاتون جنت کی عمر مبارک 19 سال اور حضرت مولا علی کی عمر مبارک بوقت نکاح 24 برس تھی۔ (زرقانی ج 2 ص 3)

### حق مہر

سیدہ کا حق مہر چار سو مثقال چاندی مقرر ہوا اور حضرت علی نے نکاح کے فوراً بعد سجدہ شکر ادا کیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ و علی کو ایک خوبصورت دعا کا تحفہ دیا۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ فِي نَسْلِهِمَا

اے اللہ! ان میں برکت فرما۔ ان پر برکت فرما اور ان کی نسل میں برکت فرما۔

سیدہ کے حق مہر کے حوالہ سے ایک خوبصورت روایت حضور سلطان الواعظین ابوالنور مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سچی حکایات میں جامع المعجزات



کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔

جب سیدہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ فلاں جگہ پر کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہے وہ میرے کفن میں رکھ دینا اور اسے پڑھنا نہیں۔  
حضرت علی نے فرمایا میں رسول اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں مجھے بتا دو کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا جب میرا آپ سے نکاح ہونے لگا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا فاطمہ! میں علی سے چار سو مثقال چاندی کے مہر پر تمہارا نکاح کرنے لگا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی مجھے منظور ہے لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں۔ اتنے میں حضرت جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں جنت اور اس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور نے مجھے خبر دی میں راضی نہ ہوئی۔ حضور نے فرمایا پھر تم خود بتاؤ کہ مہر کیا ہو۔ میں نے عرض کیا آپ ہر وقت اپنی امت کے غم میں رتبے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کی امت کی بخشش میرا حق مہر مقرر ہو چنانچہ جبریل واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوئے جس میں لکھا تھا۔

جَعَلْتُ شِفَاعَةَ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ (صلى الله عليه وسلم) صِدَاقُ  
فَاطِمَةَ

(میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش فاطمہ کا مہر مقرر کیا)

(ابن ماجہ)

جہیز

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا  
سن لو ان کے ساتھ کیا کیا عقد تھا  
ایک چادر ستہ پیوندی  
معتطفی نے اپنی ہنر کو یہ ہی

ایک تو شک جس کا چمڑے کا غلاف  
 ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف  
 جس کے اندر اون نہ ریشم روئی  
 بلکہ اس میں چھال خرے کی بھری  
 ایک چکی پینے کے واسطے  
 ایک مشکیزہ بھی پانی کے لئے  
 ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں  
 نقری کنگن کی جوڑی ہاتھ میں  
 اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا  
 ایک جوڑا بھی نکھڑاؤں کا دیا  
 شہزادی سید کونین کی  
 بے سواری ہی علی کے گھر گئی  
 صاحب لولاک پر لاکھوں سلام  
 اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام

(از مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

## فضائل

سیدہ عائشہ صدیقہ سے عرض کیا گیا اے مومنوں کی ماں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ سب سے زیادہ محبت کس سے تھی۔

جواب دیا

قَالَتْ فَاطِمَةُ

فرمایا: فاطمہ سے

پوچھا گیا مردوں میں کس سے محبت تھی۔

قَالَتْ زَوْجُهَا

فرمایا فاطمہ کے شوہر سے (یعنی علی سے)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

(بخاری شریف)

صواعق محرقہ میں حضرت ابویوب انصاری سے روایت ہے۔

قیامت کے دن اللہ کے عرش سے ایک ندا آئے گا۔

يَا أَهْلَ الْجَمْعِ نَكْسُوا رُءُوسَكُمْ وَغَضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَمُرَّ

فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ

ترجمہ: اے مجمع والو! اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بنت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط سے نہز جائیں۔

پس حضرت فاطمہ ستر ہزار حوروں کے جہم مٹ میں بجلی کی طرح نہز جائیں گی۔

سیدہ کے فضائل بے شمار ہیں مگر اختصار کے پیش نظر اپنی بات اس پر ختم کرتے ہیں۔

صادقہ 'صالیہ' راضیہ 'زائیہ'

صاف دل نیک خو پارسا شامیہ

عابدہ 'زاہدہ' ساجدہ 'فاکرہ'

سیدہ 'زاہدہ' طیبہ 'طاہرہ'

جان احمد کی راحت پہ اکھنوں سلام

## اصحابِ رسول (ﷺ)

حضور نبی مکرم (ﷺ) کے جانثار آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے نبیوں کے بعد ساری کائنات میں افضل جماعت پاکیزہ اور مطہر ہستیاں جن کو اصحاب رسول (ﷺ) کے مبارک نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کئی لوگ اہل بیت اطہار سے دشمنی کر کے اپنا ایمان خراب کر رہے ہیں اور کئی لوگ صحابہ کرام سے دشمنی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ مگر

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

آقائے نامدار جناب محمد الرسول اللہ (ﷺ) کی محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ نبی پاک (ﷺ) کے اصحاب سے بھی محبت کی جائے۔

حضور فرماتے ہیں:

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبَابِهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے

ہدایت پا جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنے پیارے صحابہ کے لئے بار بار تاکید

فرمائی اور ان کی شانیں بیان فرمائیں اور اپنے صحابہ کو جنت کی بشارتیں عطا فرمائیں۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ) عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَكْرَمُوا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے صحابہ کی عزت کرو اس لئے کہ وہ تم سے افضل ہیں۔ (نسائی۔ مشکوٰۃ)

صحابہ کرام کی عظمت کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو اس روایت کو دیکھیں۔  
حضرت جابر سے روایت ہے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَأَىٰ وَرَأَىٰ مَنْ رَأَىٰ

ترجمہ: اس شخص کو آگ نہیں لگے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھ کو دیکھنے والے کو دیکھا۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

اللہ اکبر صحابہ کو دیکھنے والے کو آگ نہیں چھو سکتی۔ جب ان کو دیکھنے والے کا یہ مقام ہے نبی پاک کے صحابہ کی شان کیا ہوگی۔

حضور پر نور فرماتے ہیں۔

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا جو ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے جو ان سے بغض کرتا ہے میرے بغض کی وجہ سے بغض کرتا ہے۔ جس نے صحابہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی قریب ہے کہ اللہ اس پر پکڑ فرمائے۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

جن لوگوں کی زبانیں حضور کے صحابہ کے بارے میں زہر افشانی کا کام لیتی ہیں وہ اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ صحابہ کی دشمنی اصل میں حضور کی دشمنی ہے اور صحابہ سے محبت حضور سے محبت۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ شِرْكِكُمْ

ترجمہ: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو صحابہ کو گالی دیتے ہیں تم کہو کہ تمہارے اس بد فعل پر اللہ کی لعنت ہو۔

اندازہ کریں کتنی سختی فرمائی جا رہی ہے صحابہ کے دشمنوں پر جو لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والے ہیں وہ کبھی بھی صحابہ کے بارے میں برا سوچ بھی نہیں سکتے کیونکہ جن کو شانیں اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دے رہا ہے ان کا مرتبہ کسی کے کم کرنے سے کم نہیں ہو سکتا۔ حضور نے تو صحابہ کو جنت کے ٹکٹ دیئے ہیں۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف راوی ہیں کہ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي قَاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ .

ترجمہ: ابوبکر جنتی ہے۔ عمر جنتی ہے۔ عثمان جنتی ہے۔ علی جنتی ہے۔ طلحہ جنتی ہے۔ زبیر جنتی ہے۔ عبدالرحمان بن عوف جنتی ہے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہے۔ سعید بن زید جنتی ہے۔ ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

تمام صحابہ عادل ہیں عزت و عظمت کے حامل ہیں۔ انبیاء کے بعد سب سے پاکیزہ جماعت حضور کے صحابہ کی جماعت ہے جو دیدارِ مصطفیٰ سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ واضحی چہرہ اور وائیل زلفیں و الفجر پیشانی کی زیارت کرتے ہیں۔

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہو گا  
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا  
جس وقت تھے خدمت میں ان کی بوبکر و عمر، عثمان و علی  
ان جگ جگ گگ تاروں میں مہتاب کا عالم کیا ہو گا

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی  
یہ حال ہیں خدمت گاروں کے سردار کا عالم کیا ہوگا  
یوں تو ہر صحابی شانوں والے ہیں مگر جماعت صحابہ میں جو شان خلفاء راشدین کے  
حصے میں آئی وہ کسی اور کو نصیب نہ ہو سکی۔ اب اختصار کے ساتھ خلفاء راشدین کا ذکر  
کرتے ہیں۔

### خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں اور ب شمار  
فضائل کے حامل ہیں۔

ابن عمر راوی ہیں حضور نے فرمایا:

قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ وَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو فرمایا تو میرا غار میں ساتھی ہے اور تو حوض  
کوثر پر بھی میرا ساتھی ہے۔ (مشکوٰۃ - ترمذی)

حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ (حضرت علی) سے  
سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے۔ حضرت علی نے فرمایا ابو بکر، میں نے کہا  
ان کے بعد فرمایا عمر اور میں ڈرا کہ کہیں گے عثمان، میں نے کہا پھر آپ افضل ہیں۔  
حضرت علی نے فرمایا میں نہیں مگر ایک مسلمانوں میں سے مرد۔ (بخاری - مشکوٰۃ)

### آپ کا نام و نسب:

آپ کا اسم گرامی عبد اللہ ہے اور ابو بکر آپ کی کنیت ہے اور صدیق و متیق آپ کے  
لقب ہیں۔ والد کا نام عثمان ہے۔ کنیت ابو قحافہ ہے۔ ماں کا نام سلمیٰ ہے کنیت ام المثنیہ  
ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں مرہ بن کعب پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے  
شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تقریباً ڈھائی سال بعد مکہ شریف میں پیدا

ہوئے۔

ایک ایسے پاکیزہ انسان تھے کہ دور جاہلیت میں بھی آپ نے کبھی وہ کام نہیں کیا جو بعد میں شرمندگی کا سبب بنتا۔

ایک دفعہ لوگوں نے بھرے مجمع میں سوال کیا کہ کیا آپ نے کبھی شراب پی؟ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ جب حضور تک یہ بات پہنچی تو حضور نے دوبارہ فرمایا ابو بکر نے سچ کہا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت انس سے روایت ہے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَ شُكْرُهُ وَاجِبٌ عَلَيَّ كُلِّ أُمَّتِي

ترجمہ: حضرت ابو بکر کی محبت اور ان کا شکر ادا کرنا میری ساری امت پر

واجب ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت انس راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اور پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ کے

ساتھ ابو بکر اور عمر اور عثمان بھی تھے احد پہاڑ ملنے لگا آپ نے اس پر پاؤں مارا اور فرمایا۔

أَثَبْتُ أَحَدًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صِدِّيقٌ وَ شَهِيدَانِ

ترجمہ: اے احد ٹھہر جا تجھ پر اللہ کا نبی ہے صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔

(بخاری شریف)

اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن کو صدیق کہا اور عمر و عثمان کو شہید فرما کر

اپنے علم غیب کا بھی اظہار فرما دیا اک اور مقام پر تاجدار صداقت کی امامت و خلافت پر

تصدیق کی مہریوں لگائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ راوی ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)

نے فرمایا۔

اس قوم کے لائق نہیں کہ جن میں ابو بکر ہو اور ابو بکر کے سوا کوئی امامت کرے۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

اسی لئے تو باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی مشکل کشا (کرم اللہ وجہہ) نے جب



حضرت فاطمہ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کا جنازہ تیار ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق سے کہا  
سیدہ کا جنازہ آپ پڑھائیں۔

سیدہ کا جنازہ حضرت علی کے کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق نے پڑھایا۔

(تاریخ انبیا)

جو سنگت تاجدارِ صداقت کو حضور سے نصیب ہوئی وہ کسی اور کے حصہ میں نہ آ  
سکتی۔ آپ حضور کے بچپن کے ساتھی جوانی کے ساتھی سفر و حضر میں حضور کی شدت نصیب  
ہوئی بلکہ یوں کہو کہ آپ بازار میں ساتھ غار میں بھی ساتھ اور مزار میں بھی ساتھ بدلہ حضور  
نے مزید کرم فرمایا۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں ایک دن حضور مسجد میں داخل ہوئے۔ ابو بکر اور عمر آپ  
کے دائیں بائیں تھے اور آپ دونوں ساتھیوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا۔

هَكَذَا نُبِعْتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: ہم اسی طرح قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی - مشہور)

حضرت انس کہتے ہیں جب حضور مسجد میں تشریف لاتے کوئی اپنا سر نہ اٹھاتا  
سوائے ابو بکر اور عمر کے یہ دونوں حضور کو دیکھ کر مسکراتے اور حضور ان کو دیکھ کر مسکراتے۔

(مشہور)

آج کئی لوگ تاجدارِ صداقت کی خلافت کے بارے میں طرح طرح کی باتیں  
کرتے ہیں۔ وہ لوگ غور کریں کہ حضور اس قدر ابو بکر صدیق پر کرم فرماتے ہیں اور ان کی  
عزت اللہ اور اس کا رسول عطا فرمائے۔ ان کی شان کسی کے گھٹانے سے مٹ نہیں سکتی۔

حضرت حذیفہ راوی ہیں حضور نے فرمایا

فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

ترجمہ: میرے بعد ان دو شخصوں کی یعنی ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا۔

(مشہور - ترمذی)

حضرت مولا علی راوی ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا  
 أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كَهْوَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
 إِلَّا النَّبِيَّ وَالْمُرْسَلِينَ ..  
 ترجمہ: ابو بکر اور عمر جنت میں بڑی عمر والوں کے سردار ہوں گے جو پہلوں  
 اور پچھلوں میں سے ہیں۔ سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔

(ابن ماجہ۔ ترمذی۔ طبرانی)

حضرت علی تو ابو بکر صدیق کی شانیں بیان کر رہے ہیں اور بعض لوگ من گھڑت  
 کہانیاں سنا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے اور کہتے ہیں حضرت علی نے ابو بکر کی  
 بیعت نہیں کی نہ نماز میں اقتدا کی حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

حضرت علی ابو بکر صدیق کے مخلص ساتھی اور مشیر تھے اور نمازیں بھی پابندی سے  
 حضرت ابو بکر صدیق کے پیچھے ہی ادا فرماتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی نے پہلے یا دوسرے دن بیعت کر لی تھی، کیونکہ انہوں  
 نے کسی بھی وقت حضرت ابو بکر کا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ ہی کسی نماز میں غیر حاضر رہے۔

(البدایہ والنہایہ)

حضرت ابو بکر صدیق کو اہل بیت رسول سے قلبی عقیدت و محبت تھی اسی لئے آپ  
 نے فرمایا۔

اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مجھے اپنی قرابت داری سے  
 رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قرابت دار زیادہ محبوب ہیں۔ (بخاری شریف)

اور حضرت علی فرماتے ہیں:

خَيْرُ هَذِهِ لُأُمَّةٍ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ

ترجمہ: اس امت میں نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بہتر

ابو بکر اور عمر ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ کی شان قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے۔  
وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ .

(پارہ نمبر 24)

جو سچائی لایا (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور جنہوں نے تصدیق کی (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) یہی لوگ متقی ہیں۔ (القرآن)

حضرت علی سے مروی ہے کہ الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ سے مراد حضور ہیں اور ”صدق“ سے مراد ابوبکر ہیں اور اسی طرح تفسیر مدارک میں روح البیان میں اور دیگر تفسیروں میں بھی ہے۔

اک اور موقع پر قرآن پاک میں آپ کا ذکر دیکھئے۔

ثَانِي ثَيْنٍ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

(القرآن)

ترجمہ: جب وہ دونوں (حضور اور ابوبکر صدیق) غار میں تھے۔ جب رسول

اپنے یار غار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یہ آیت کریمہ تاجدار صداقت کے صحابی ہونے پر نص قطعی ہے۔ اسی لئے علماء

فرماتے ہیں جو آپ کے صحابی ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے کیونکہ آپ کا صحابی ہو ناقرآن سے ثابت ہے۔

آپ کے فضائل تو ختم نہیں ہو سکتے جتنے بیان کرو اتنے ہی کم ہیں۔ طوالت کے

خوف سے بات آپ کے وصال پر ختم کر رہا ہوں۔

آپ نے 7 جمادی الثانی بروز پیر غسل فرمایا جس سے آپ کو بخار ہو گیا۔ 15 دن

بیمار رہنے کے بعد 63 برس کی عمر مبارک میں 2 سال 2 مہینے خلافت فرمانے کے بعد 22

جمادی الثانی 13ھ کو وصال فرمایا۔ غسل اور کفن کے بعد آپ کو اسی چارپائی پر مسجد نبوی

میں لے جایا گیا جس پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جسد اطہر رکھ کر قبر انور میں اتارا

گیا تھا۔

حضرت عمر فاروق نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ حضور کی بارگاہ میں حاضر کرنا اور سلام عرض کر کے عرض کرنا حضور یہ ابو بکر حاضر ہے۔ پھر جیسا حکم ہو ویسا کرنا۔

چنانچہ آپ کا جنازہ حجرہ انور کے سامنے رکھا گیا۔ عرض کیا گیا حضور ابو بکر صدیق حاضر ہے اور حجرہ انور میں دفن کی اجازت چاہتا ہے۔ حجرہ انور کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور آواز آئی۔

أَدْخُلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ  
ترجمہ: ”حبیب کو حبیب سے ملا دو کیونکہ حبیب کو حبیب سے ملنے کا اشتیاق ہے۔“

پس آپ کو حضور کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔  
آج تک حضور کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

تخت سکندری پہ وہ کبھی تھوکتے نہیں  
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)

خلیفہ دوم مراد رسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ پاک نے بے شمار عظمتوں سے نوازا ہے۔ حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

اور مولائے کائنات باب مدینہ العلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ

ترجمہ: ہم یہ بات بعید نہ جانتے کہ سیکڑہ عمر کی زبان پر جاری ہوتی ہے۔

(بیہقی فی دلائل النبوة۔ مشکوٰۃ)

اتنی عظمتوں اور شانوں کے حامل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آسمان ہدایت کا

ایک تابندہ ستارہ ہیں۔

نام و نسب:

نام عمر کنیت ابو حفص اور لقب فاروق اعظم والد کا نام خطاب اور ماں کا نام حتمہ

بنت ہاشم (ایک روایت میں ہشام) ہے۔ واقعہ فیل سے 13 برس بعد پیدا ہوئے اور

تقریباً 27 سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا اور دامن محبوب سے وابستہ ہوئے۔

آپ کا قبول اسلام کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے اور اسلام قبول کرنے کے لئے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے آپ کا دل پھریا اور پھرتا

بھی کیوں نا۔

حضور کی دعا کے لئے بریلی کے تاجدار الشاہ احمد رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا

بڑھی ناز سے جب دعاء محمد

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا

دلہن بن کے نکلی دعاء محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور کی دعا کے خوبصورت الفاظ ابن عباس نے یوں بیان فرمائے۔

اللَّهُمَّ اعْزِ الْأِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلٍ بِنِ هَشَّامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

ترجمہ: اے اللہ اسلام کو عزت دے ابو جہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب سے۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

بلاشبہ آپ مراد رسول ہیں۔ آپ کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو ایک طاقت

مل گئی اور مسلمانوں کا سر بلند ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا اسلام کی فتح تھی۔ ان کی ہجرت نصرت الہی تھی اور ان کی خلافت رحمت الہی تھی۔ ہم میں سے کسی کی یہ ہمت و طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ شریف کے پاس نماز پڑھ سکیں۔ مگر جب آپ مسلمان ہو گئے تو آپ نے مشرکین سے اس قدر جنگ وجدال کیا کہ انہوں نے عاجز آ کر مسلمانوں کا پیچھا چھوڑ دیا تو ہم بیت اللہ شریف کے پاس اطمینان سے اعلانیہ نماز پڑھنے لگے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جس نے سب سے پہلے اپنا اسلام علی الاعلان ظاہر کیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب ہجرت کی نیت سے نکلے تو آپ نے اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لیا پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے۔ وہاں بہت سے اشراف قریش بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اطمینان سے کعبہ کا طواف کیا پھر اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر اشراف قریش کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوهُ

تمہاری شکل بگڑ جائے

اور تمہارا ناس ہو جائے جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنے بچوں کو یتیم، اپنی بیوی کو بیوہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے وہ میرا راستہ روک لے۔ آپ کے لکارنے کے باوجود کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ کوئی آپ کا راستہ روکے۔ (تاریخ الخلفاء)

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) تمام غزوات میں شریک ہوئے اور آپ وہ بہادر ہیں کہ غزوہ احد میں جنگ کا نقشہ بدل گیا اور مسلمانوں

میں افراتفری پیدا ہوگئی۔ تو اس حالت میں بھی آپ ثابت قدم رہے۔ (تاریخ الخلفاء)  
حضور فرماتے ہیں:

عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں اور جس جگہ عمر ہوتا ہے حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مدارج النبوه)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنِّي مِنْ عُمَرَ

ترجمہ: میں دیکھ رہا ہوں جن وانس کے شیاطین کی طرف وہ عمر سے بھاگتے ہیں۔

(مشکوٰۃ - رندی)

ایک اور جگہ یہ فرمایا

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِيَخَافُ مِنْكَ

ترجمہ: اے عمر شیطان آپ سے ڈرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اور طبرانی اوسط میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَحَبَّنِي

ترجمہ: جس نے عمر سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے

عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔

اسی لئے حضور کے صحابہ حضرت عمر سے بہت محبت کرتے تھے اور حضرت عمرؓ بھی صحابہ کرام خصوصاً اہل بیت اطہار سے آپ والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ اس محبت کا منہ بولتا ثبوت آپ کا مولا علی کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے نکاح فرمانا ہے۔

حضرت عمر فاروق نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی لخت جگر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت مولا علی رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا۔ سیدہ سے نکاح کا مقصد اہل بیت سے

نسبت و قرابت کا حصول تھا۔ (اکامل فی التاریخ۔ تاریخ انجیس)  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک چادر اکثر پہنا کرتے۔ آپ کو عرض کیا گیا کہ آپ  
اکثر یہی چادر اوڑھتے ہیں؟

فرمایا:

كَسَانِيهِ خَلِيلِي وَ صَفِيْبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .....

ترجمہ: یہ میرے خلیل اور مخلص دوست عمر بن خطاب کی نشانی ہے، انہوں  
نے یہ چادر مجھے پہنائی تھی۔ (ریاض النضرہ)

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت علی  
رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حسنین کریمین بھی ساتھ تھے۔ حضرت عمر، حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر  
رونے لگے۔ حضرت علی نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا علی مجھ سے بڑھ کر  
رونے کے قابل اور کون ہو سکتا ہے۔ مجھ پر خلافت کا بار گرا ہے۔ پتا نہیں اللہ کے حضور  
میں کیسا ہوں۔

حضرت علی نے فرمایا ”واللہ آپ تو عدل فرمانے والے ہیں“ پھر حضرت امام حسن  
نے بھی آپ کی خلافت و عدالت کی تعریف فرمائی پھر حضرت امام حسین نے بھی آپ کے  
عدل و انصاف کی تعریف فرمائی۔

حضرت عمر نے فرمایا:

اے میرے پیارے بھتیجے! تم اس بات کی شہادت دیتے ہو؟ دونوں نے اپنے والد  
گرامی کی طرف دیکھا تو حضرت علی نے فرمایا:

اَشْهَدَا وَاَنَا مَعَكُمْ شَهِيدٌ

بیٹو! گواہی دو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ (ریاض النضرہ)

اللہ اکبر! جن کی خلافت و عدالت کی گواہی حضرات حسنین کریمین اور باب مدینہ  
العلم دیں اور حسنین کریمین وہ ہیں جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔



الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ  
ترجمہ: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔  
اور مولا علی (رضی اللہ عنہ) جن کے لئے حضور نے فرمایا۔

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔

حضرات حسنین کریمین اور حضرت علی سے محبت کا ایک اور انداز دیکھیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مال تقسیم فرما رہے ہیں اور تقسیم کا آغاز حسن و حسین سے کر رہے ہیں اور شہزادوں کو مال پیش کر رہے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے عرض کیا، ابا جان پہلے مجھے دیں۔ میں زیادہ مستحق ہوں کیونکہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں۔

آپ نے فرمایا بیٹے یہ تو نے کیا کہا؟

”تیرا باپ ان کے باپ جیسا نہیں تیرا نانا ان کے نانا جیسا نہیں، شہزادوں

نے یہ گفتگو حضرت علی کو سنا دی۔“

حضرت علی نے فرمایا:

جاؤ اور امیر المؤمنین کو یہ خوش خبری سنا دو۔ جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنا اور آپ کے پاس جبریل اللہ کی طرف سے لے کر حاضر ہوئے تھے۔

عُمَرُ بِسَرَّاجِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: عمر جنتیوں کا سورج ہے۔

جب خوش خبری آپ کو ملی تو خوش ہو کر فرمایا

ذرا اپنے والد سے لکھو والاؤ۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ جب آپ نے یہ حدیث سنی تو صحابہ کرام کو ساتھ

لے کر حضرت علی کے پاس حاضر ہوئے اور فرمایا:

کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ”عمر سراج اہل الجنة“ حضرت علی نے فرمایا۔ ہاں، تو حضرت عمر نے کہا کہ مجھے لکھ دو۔  
چنانچہ حضرت علی نے یہ تحریر لکھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . هَذَا مَا ضَمَّنَ عَلِيٌّ بِنَ ابِي طَالِبٍ  
لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ رَسُولِ اللّٰهِ عَنِ جَبْرِیْلِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنَّ  
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: یہ ضمانت نامہ ہے علی بن ابی طالب کی طرف سے عمر بن خطاب کے لئے کہ رسول اللہ نے جبریل سے اور انہوں نے اللہ سے سنا کہ عمر جنتیوں کے سورج ہیں۔

حضرت عمر نے اسے محفوظ کر لیا اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی۔ میری وفات کے بعد تجھیں و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت علی کی اس تحریر کو میرے کفن میں رکھ دینا تاکہ اللہ کے حضور یہ ضمانت نامہ لے کر جاؤں۔

چنانچہ آپ کے وصال کے بعد اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ (ریاض النضرہ)  
آج ضرورت اس بات کی ہے کہ خلفاء راشدین اور اہل بیت رسول اور تمام صحابہ کرام کا ادب کیا جائے۔ جو لوگ صحابہ کرام کے بارے میں خصوصاً شیخین کریمین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں بے احتیاط زبان استعمال کرتے ہیں وہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمان سن لیں۔

لَا يَجْتَمِعُ حُبِّي وَ بُغْضُ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ  
ترجمہ: میری محبت کے ساتھ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا۔ (تاریخ الخلفاء)

یعنی جو علی سے محبت کرے گا وہ ابو بکر اور عمر سے دشمنی نہیں کر سکتا اگر ابو بکر اور عمر سے دشمنی کرے گا تو علی سے محبت نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر فاروق کو اللہ نے ایسی جاہ و شمت سے نوازا تھا کہ ہر چیز آپ کے حکم کی تابع تھی دریا، آگ، پانی بھی آپ کے حکم کے تابع تھے۔

آپ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ اچانک ایک پہاڑ سے بہت تیز آگ نمودار ہوئی جس نے اردگرد کی تمام اشیاء کو جلا کر رکھ کر دیا۔ لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت تمیم داری کو اپنی چادر عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا جاؤ میری چادر آگ کے سامنے کر دو۔ تمیم داری آپ کی چادر لے کر آگ کے قریب گئے۔ آگ نے بجھنا اور پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جہاں سے نکلی تھی وہاں واپس چلی گئی۔ حضرت تمیم داری چادر لے کر غار کے اندر داخل ہوئے آگ بالکل بجھ گئی اور پھر کبھی نہ نکلی۔ (از الخفاء مقصد)

جب حضرت عمرو بن عاص نے مصر فتح کیا اور وہاں کے گورنر مقرر ہوئے تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمرو بن عاص نے سنا کہ دریا نے نیل خشک ہو گیا ہے۔ لوگوں سے اس بارے میں دریافت کیا کہ کیا ہر سال دریا اسی طرح خشک ہو جاتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں اسی طرح خشک ہو جاتا ہے اور جب یہ دریا خشک ہو جاتا ہے تو ایک قدیم طرہ پر عمل کئے بغیر اس کا پانی نہیں بڑھتا۔ حضرت عمرو بن عاص نے پوچھا وہ پرانا طریقہ کیا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ جب 11 تاریخ ہو چاند کی تو ہم ایک کنواری لڑکی کو اس کے والدین کی رضا سے زیورات پہنا کرنے کیڑے پہنا کر خوب تیار کر کے دریا میں تیناں چڑھا دیتے ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا ہر سال ناحق قتل اسلام کو منظور نہیں۔ یہ تمام اغوی باتیں ہیں۔ اسلام ان کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ نے اس قدیم رسم کو ادا کرنے کی اجازت نہ دی جب دریا خشک ہو گیا۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ ساری کھیتی باڑی کا انحصار دریا کے پانی پر تھا۔ حتیٰ کہ لوگ نقل مکانی پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص

نے سارا واقعہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو لکھ بھیجا۔ حضرت امیر المومنین نے جب یہ خط پڑھا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ تم نے مصریوں کو بہت اچھا جواب دیا ہے کیونکہ اسلام ایسی لغو باتوں کو مٹانے آیا ہے۔ میرا اس خط میں ایک رقعہ ہے جسے دریائے نیل میں ڈال دینا دریا کے نام جو رقعہ آپ نے تحریر فرمایا اس میں لکھا ہوا تھا کہ

یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔ اے دریا اگر تو اللہ کے حکم سے بہتا تھا تو ہم اب بھی اللہ سے تیرا جاری ہونا مانگتے ہیں اور اگر تو خود اپنی مرضی سے بہتا ہے اور اپنی مرضی سے ہی رک جاتا ہے تو پھر ہمیں تیری کوئی پرواہ نہیں اور کوئی ضرورت بھی نہیں۔

حضرت عمرو بن عاص نے اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دیا۔ جب اہل مصر صبح کو بیدار ہوئے تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کو اس طرح جاری فرما دیا ہے کہ معمول سے بھی 16 گز پانی زیادہ چڑھ گیا ہے۔ اس دن سے اب تک دریائے نیل رواں دواں ہے اور کبھی خشک نہیں ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

ایک مرتبہ مدینہ الرسول میں زلزلہ آ گیا۔ زمین ہلنے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی لیکن زلزلہ نہ رکا۔ آپ نے جلال میں آ کر اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا تھم جا، کیا عمر تجھ پر عدل نہیں کرتا۔ آپ کا فرمان سنتے ہی زمین تھم گئی۔

(الشامل، حجتہ اللہ)

بالآخر آسمان ہدایت کے منور ستارے 25 لاکھ مربع میل کے فاتح 36 لاکھ مربع میل پر دس سال چھ ماہ حکمرانی کرنے کے بعد آپ کی دعا جو اکثر آپ کے لبوں پر یوں مچل جایا کرتی تھی۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول (صلی اللہ

علیہ وسلم) کے شہر میں موت نصیب فرما۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ کی یہ دعا پوری ہوئی موت بھی شہادت کی ملی اور ملی بھی حضور کے شہر مدینہ المنورہ کے اندر۔

آپ 27 ذوالحجہ بروز بدھ کو زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام 24 ہجری کو وصال فرما گئے۔ حضرت صہیب رومی نے جنازہ پڑھایا اور حضور کے پہلو میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر

اللہ اللہ موت کو کس نے مسجا کر دیا

## حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں نہایت ہی باوقار اور حضور کے وفادار صحابی ہیں۔ جو مرتبہ آپ کو ملا وہ کسی اور کے حصہ میں نہ آسکا۔ حضرت آدم سے حضور تک کسی نبی نے ایک شخص کو اپنی دو بیٹیاں نہیں دیں سوائے عثمان غنی کے جن کو حضور نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ پہلے حضرت رقیہ کا نکاح آپ سے فرمایا 2 ہجری میں سیدہ رقیہ کا وصال ہوا بعد میں حضور نے اپنی لخت جگر سیدہ ام کلثوم کا نکاح آپ سے فرما دیا۔ سیدہ ام کلثوم نے 9 ہجری میں وصال فرمایا تو حضور نے فرمایا۔

اگر میری 40 لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں ان سب کا نکاح عثمان سے کر دیتا۔ یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت عثمان کو ذوالنورین اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے نکاح میں حضور نے دو صاحبزادیاں آئیں۔

بریلی کے تاجدار فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

نام و نسب:

آپ اسم گرامی عثمان، کنیت ابو عمر اور لقب ذوالنورین ہے۔ والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی بنت کریم۔ واقعہ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔

فضائل و محاسن

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عثمان کی سفارش سے ستر ہزار ایسے اشخاص جنت میں داخل ہوں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ (سفیر الاولیاء)

اک اور حدیث پاک میں حضور نے ارشاد فرمایا:

ہر پیغمبر کا ایک دوست ہوتا ہے اور میرے جنت کے رفیق عثمان ہیں۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ فرماتی ہیں ایک دن حضور اپنے گھر میں آرام فرماتے۔ آپ کی پنڈلیاں ننگی تھیں۔ ابو بکر اجازت لے کر آئے پھر عمر فاروق آئے۔ آپ اس حال میں تشریف فرما رہے پھر عثمان آئے۔ حضور نے اپنے کپڑے درست فرمائے جب یہ تینوں حضرات چلے گئے تو عرض کیا حضور ابو بکر و عمر آئے۔ آپ نے پرواہ نہ کی جب عثمان آئے آپ نے کپڑے درست فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ

ترجمہ: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

(مشکوٰۃ)

جب غزوہ تبوک کے لئے حضور نے سامان جمع فرمایا تو صحابہ کرام کو ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا جو کوئی عسرہ (تنگی) کے لشکر کے لئے سامان مہیا کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عثمان غنی نے ایک ہزار اونٹ بمع ساز و سامان کے حاضر کئے اور ہزار دینار بھی پیش کئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی گود میں دیناروں کو الٹے پلٹے اور فرماتے۔

مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ

ترجمہ: یعنی آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(مشکوٰۃ)

حضرت علی فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا..... ابو بکر کا..... عرض کیا پھر اس کا..... فرمایا عمر کا..... عرض کیا پھر کسی کا، فرمایا تمہارا..... میں نے عرض کیا عثمان کہاں گئے؟ فرمایا، عثمان کے لئے میں نے ایک مرتبہ اللہ سے دعا کی تھی کہ ان کا حساب نہ لیا جائے

دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عُثْمَانُ رَجُلٌ ذُو حَيَاءٍ سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَقْفَ لِلْحِسَابِ  
فَشَفَعَنِي فِيهِ

ترجمہ: عثمان صاحب حیا ہے میں نے اللہ کے حضور دعا کی کہ اسے حساب کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے تو اللہ نے میری سفارش قبول فرمائی۔

(تاریخ الطبرستان)

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک باغ میں مدینہ کے باغوں میں سے تھا۔ ایک شخص آیا اور دروازہ پر دستک دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو میں نے دروازہ کھولا۔ وہ ابو بکر صدیق تھے۔ میں نے حضور کے فرمان کے مطابق ان کو جنت کی بشارت دی۔ تو ابو بکر نے اللہ کا شکر ادا فرمایا۔ پھر دروازہ پر دستک ہوئی۔ حضور نے فرمایا دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر فاروق تھے۔ حضور کے فرمان کے مطابق میں نے حضرت عمر کو بشارت دی۔ حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر دروازہ پر دستک ہوئی۔ حضور نے فرمایا دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو بڑی بلا و مصیبت پہنچے گی۔ اس کو میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان تھے۔ میں نے حضور کے حکم کے مطابق ان

کو بشارت دی۔ عثمان نے اللہ کی حمد اور شکر ادا کیا اور کہا اللہ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔  
(متفق علیہ)

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ ہم گھر والے چار دن سے بھوکے تھے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ میرے بعد تمہیں کوئی چیز کھانے کو ملی کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ، حضور نے وضو فرمایا گھر سے نکلے اور نماز میں مشغول ہو گئے پھر دعا میں مشغول ہو گئے۔ پچھلے پہر حضرت عثمان تشریف لائے اور حضور کے بارے میں دریافت فرمایا۔ میں نے سارا واقعہ حضرت عثمان کو سنا دیا۔ عثمان حضور کی فاقہ کشی کا حال سن کر ٹپ گئے۔ اسی وقت ہمارے گھر آنا اور کھجوریں بھیجیں اور فرمایا اسے پکنے میں دیر لگے گی۔ اس لئے انہوں نے پکی ہوئی روٹی اور پکا ہوا گوشت بھیجا۔ اس کے بعد جب حضور تشریف لائے تو میں عثمان کے بھیجے ہوئے کھانے کا ذکر کیا تو حضور مسجد میں تشریف لے گئے اور یوں دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي رَضِيْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضِ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ: اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جائیں

بار فرمایا۔ (ریاض النضرہ)

حضرت ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں ایک بار شدید قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا اللہ ضرور کوئی راستہ عطا کر دے گا۔ عصر کے وقت اطلاع ملی کہ حضرت عثمان کا قافلہ ملک شام سے واپس آ گیا ہے۔ اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے جن پر کندم، زیتون، منقہ وغیرہ لادا ہوا تھا۔ تاجروں نے آ کر حضرت عثمان کو چار پانچ گنا منافع کی پیشکش کی مگر آپ نے دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میرا رب تو دس گنا منافع دیتا ہے۔ میں اپنا سود اپنے رب سے کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر سارا غلہ لوگوں میں فی سبیل اللہ تقسیم فرما دیا۔ (نور الابصار)

اتنی عظمتوں اور رفعتوں کے حامل حضرت عثمان غنی حضور کے گھرانے سے آپ کے اہل بیت سے اور آپ کے اسوہ کامل سے بہت پیار کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم



نے اپنے عاشق صادق حضرت عثمان کے لئے فرمایا۔

عُثْمَانُ مَنُ أَشْبَهَ أَصْحَابِي خُلُقًا

ترجمہ: عثمان تمام صحابہ میں سے اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔

(تاریخ الخلفاء)

حضرت علی سے پوچھا گیا کہ عثمان کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے۔ فرمایا، آسمان والے بھی عثمان کو ذوالنورین کہتے کیونکہ حضور کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں ہیں۔ حضرت عثمان اولادِ علی سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور ان کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

كَانَ عُثْمَانُ يَكْرِمُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيُحِبُّهُمَا

حضرت عثمان حسنین کریمین کی تکریم فرماتے اور ان سے محبت رکھتے۔

(اہد ینا نبیہ)

جب مسجد نبوی کے لئے حضور نے فرمایا کہ کون ہے جو اسے وسیع کرے اور فلاں فلاں جگہ اس میں شامل کرے۔ حضرت عثمان نے وہ جگہ خرید کر مسجد کو وسیع کیا تو حضرت علی نے اسے دیکھ کر فرمایا عثمان نے کیا خوب کارنامہ انجام دیا ہے۔ رسول اللہ کا فرمان ہے۔

مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ: جو اللہ کے لئے مسجد تعمیر کرے اللہ جنت میں اس کا گھر بنائے گا۔

(الریاض النبیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بہت محبت تھی۔ خصوصاً خلفائے ثلاثہ سے یہ محبت کا ہی نتیجہ ہے کہ حضرت علی نے اپنے بچوں کے نام محمد، ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (اکامل فی التاریخ)

### اسبابِ شہادت

سیدنا عثمان غنی کی شہادت کا سبب یوں ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح گورنر مصر کے خلاف، مصر کے لوگ اس کے ظلم و ستم کی شکایت لے کر آئے۔ آپ نے گورنر کو خط لکھا کہ

عدل و انصاف کرو اور ظلم سے باز رہو۔ گورنر نے حکم ماننے کی بجائے قاصد کو قتل کر دیا۔ جب کے لوگ زیادہ تنگ ہوئے تو سات سو آدمی مصر سے روانہ ہو کر مسجد نبوی میں پہنچ کر اپنے گورنر کی صحابہ کرام سے شکایت کی۔ پھر حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت عثمان کے پاس حاضر ہو کر گورنر کی معزولی کا مطالبہ کیا اور یہ کہا کہ اگر قاصد کا قتل ثابت ہو جائے تو اس سے قصاص لیا جائے۔

سیدنا عثمان غنی نے فرمایا جسے تم پسند کرتے ہو، میں اسے گورنر بنا دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے سیدنا محمد بن ابوبکر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے محمد بن ابوبکر صدیق کو گورنر بنا کر مصر روانہ کر دیا۔ ان کے ہمراہ مہاجرین و انصار کی بہت سی تعداد کی صورت میں ایک جماعت روانہ ہوئی۔ محمد بن ابوبکر تین دن کی مسافت پر پہنچے تو ایک حبشی غلام کو دیکھا جو اونٹ دوڑاتے ہوئے جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے پوچھا تو کون ہے؟ تو کہنے لگا، میں امیر المومنین کا غلام ہوں۔ انہوں نے مجھے مصر کے گورنر کی طرف بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے کہا مصر کے گورنر تو محمد بن ابوبکر ہیں۔ وہ کہنے لگا مجھے ان سے کوئی کام نہیں۔ پھر ان لوگوں نے محمد بن ابوبکر کو غلام کی خبر دی تو آپ نے ایک شخص اس غلام کے پیچھے بھیجا تا کہ اسے پکڑ لائے وہ شخص گیا اور غلام کو پکڑ لایا۔ جب غلام کو محمد بن ابوبکر نے پوچھا تو کس کا غلام ہے۔ وہ کبھی امیر المومنین حضرت عثمان کا نام لیتا اور کبھی مروان کا نام لیتا۔ اس غلام کو مشکوک سمجھ کر اس کی تلاشی لی گئی تو ایک خط اس کے پاس سے نکلا جس میں لکھا تھا۔

گورنر مصر کے پاس محمد بن ابوبکر اور اس کے ساتھی پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔

یہ خط پڑھ کر باہمی مشورہ کر کے سب مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ مدینہ طیبہ لوٹ کر حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت علی، حضرت سعد کو اور دیگر صحابہ کرام کو جمع کر کے خط پڑھ کر سنایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خط، غلام اور اونٹ لے کر آئے اور پوچھا، کیا یہ غلام آپ کا ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، پھر پوچھا یہ اونٹ آپ کا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا یہ خط آپ کا ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم نہ

یہ خط میں نے لکھا ہے نہ لکھنے کا حکم دیا اور نہ مجھے اس کا علم ہے۔ اس وقت حضرت علی اور دیگر صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام مروان کا ہے۔ اب صحابہ کرام نے درخواست کی کہ مروان کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ حضرت عثمان نے دیکھا کہ لوگ مشتعل ہیں، اگر مروان کو ان کے حوالے کیا گیا تو وہ مروان کو قتل کر دیں گے تو آپ نے مروان کو ان کے حوالے نہ کیا۔ یہ لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔ اب مصری باغیوں کو معلوم ہو گیا کہ حضرت عثمان کا گھرا کا بر صحابہ سے خاں ہو گیا ہے تو ان باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور پانی بھی بند کر دیا۔ آپ کو پیاس لگی تو آپ نے پوچھا تم میں علی ہیں۔ لوگوں نے بتایا نہیں! آپ نے فرمایا، سعد، طلحہ یا زبیر ہیں۔ بتایا گیا نہیں ہیں۔ فرمایا کوئی شخص علی سے کہے کہ ہمیں پانی پلائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے تین مشیخیں پانی کی بھیجیں مگر باغیوں نے آپ تک نہ پہنچنے دیں۔ حضرت علی کو جب علم ہوا کہ یہ وہ امیر المؤمنین کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، تو اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کو تلواریں دے کر بھیجا اور تاکید فرمائی کہ امیر المؤمنین کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو اندر نہ جانے دینا دیگر صحابہ نے بھی اپنے صاحبزادوں کو حضرت عثمان کی حفاظت کے لئے بھیجا۔ (سوانح محرقہ۔ ریاض النظر ۵)

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت ہے کہ میں یومداروں نے ہوا جس وقت عثمان نے اوپر سے جھانکا۔ اس قوم پر عثمان نے کہا میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر جتنا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں کوئی بیٹھا کتواں نہ تھا سوائے رومہ کے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون جو پیر رومہ کو خریدے اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دے۔ اس لئے جنت ہے۔ میں اس کو اپنے خالص مال سے خرید اور آج تم مجھے اس کے پانی سے روک رہے ہو۔ یہاں تک کہ میں دریا کے پانی سے پیتا ہوں۔ لوگوں نے کہا:

اللَّهُمَّ نَعْمَ . اے اللہ ہاں۔

پھر حضرت عثمان نے کہا میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جب مسجد نبوی شریف نمازیوں کے لئے تنگ ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو فلاں کی اولاد سے زمین خرید کر ثواب کی نیت سے مسجد کے لئے وقف کر دے گا۔ اس ثواب کے بدلے جو اسے جنت میں ملے گا تو میں نے اسے اپنے خالص مال سے خریدا۔ تم آج مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو لوگوں نے کہا۔

اللَّهُمَّ نَعَمْ . اے اللہ ہاں۔

حضرت عثمان نے پوچھا میں تمہیں اللہ اور اسلام کے واسطہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تبوک کے لشکر کا سامان مہیا کیا تھا۔ اپنے خالص مال سے لوگوں نے کہا۔

اللَّهُمَّ نَعَمْ . اے اللہ ہاں۔

حضرت عثمان نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں خدا اور اسلام کے واسطہ سے کہ آیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے تھے پہاڑ پر پہاڑ نے حرکت کی۔ یہاں تک کہ بعض پتھر گر پڑے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو ایڑی مار کر فرمایا

أَسْكُنْ نَبِيرًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ

ترجمہ: شبیر رک جا تجھ پر اللہ کا نبی، صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

اس وقت پہاڑ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر، عمر اور میں (عثمان) کھڑا تھا۔ لوگوں نے کہا

اللَّهُمَّ نَعَمْ . یا الہی ہاں

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اللَّهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِنِّي شَهِيدٌ ثَلَاثًا .

ترجمہ: اللہ اکبر! انہوں نے گواہی دی۔ قسم ہے رب کعبہ کی میں شہید ہوں یہ

کلمہ تین بار فرمایا۔ (ترمذی۔ نسائی۔ دارقطنی۔ مشکوٰۃ)

شہادت:

حضرت عثمان غنی کو بیاسی سال کی عمر میں 18 ذی الحجہ 35 ہجری بروز جمعہ المبارک شہید کیا گیا۔

ایک بد بخت ازلی سودان بن حمدان نے تلوار کا وار کر کے آپ کو شہید کیا خون کا پہلا قطرہ جو راوہ قرآن کے ان لفظوں کو نکلین کر گیا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

حضرت علی کو جب شہادت کی خبر ملی تو آپ کو شدید غم ہوا۔ اسی غم و غصہ کے عالم میں

اپنے شہزادوں (حسین کریمین) کو فرمایا

كَيْفَ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْتُمْ عَلَى الْبَابِ؟ وَرَفَعَ يَدَهُ فَلَطَمَ

الْحَسَنَ وَضَرَبَ صَدْرَ الْحُسَيْنِ

ترجمہ: تمہارے پیروں کے باوجود امیر المؤمنین کو شہید کر دیا گیا۔ پھر

حضرت علی نے حضرت حسن کو ایک تھپڑ مارا اور حضرت حسین کے سینہ پر

ضرب لگائی۔ (تاریخ اخلد)

آپ کو خون آلود کپڑوں میں ہی دفن کیا گیا۔ جنت البقیع کے ساتھ ایک جگہ "حش"

کوآب" آپ کی آرام گاہ بنی۔

نماز جنازہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام

نے پڑھائی۔ ایک روایت میں ہے کہ نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوام نے پڑھائی۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

خلیفہ چہارم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

حضور سیدنا موالا علی کرم اللہ وجہہ کو اللہ پاک نے بڑی رفعتوں سے نوازا ہے بلاشبہ

آپ امام الاتقیاء، فخر الاصفیاء، داماد رسول، سید الاولیاء ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(اے علی) تجھے دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور دشمن نہیں رکھے گا مگر منافق۔

(مسلم - مشکوٰۃ)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيَّْ مَوْلَاهُ

ترجمہ: جس کا میں مولیٰ (محبوب و مددگار) اس کا علی مولیٰ۔

(مشکوٰۃ - ترمذی - کنز العمال)

نام و نسب:

آپ کا نام علی، لقب حیدر، کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے۔ والد کا نام عبد مناف یا عمران کنیت ابوطالب والبدہ کا نام فاطمہ بنت اسد۔

ولادت:

آپ بیت اللہ شریف کے اندر جمعہ کے دن 13 رجب المرجب 30 عام الفیل کو پیدا ہوئے۔

بنا اس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش

کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ

آپ کی جب ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو حضور (صلی اللہ علیہ

وسلم) کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے نو مولود کا نام علی رکھا اور اپنا لعاب دہن علی کے منہ میں ڈالا۔ شاعر نے کیا خوب کہا۔

بندہ ہوں میں علی کا مولا میرا علی ہے

والی میرا علی ہے آقا میرا علی ہے

جو پھر گیا علی سے وہ پھر گیا نبی سے

نفس رسول اکرم شانِ خدا علی ہے

ڈوبے جہاز امت یہ کب ہو اس کی ہمت  
ہاں ناخدائے امت وہ با خدا علی ہے

(سید علی حسین ثانی)

### فضائل و محاسن:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ

ترجمہ: بے شک علی مجھ سے ہے میں علی سے ہوں اور علی ہر مومن کا دوست ہے۔

(مشکوٰۃ - ترجمہ)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جب ہجرت فرما کے مدینہ شریف تشریف لائے تو آپ نے مہاجرین کو انصار کا بھائی بنا دیا۔ حضرت علی کی آنکھوں میں آنسو تیرے لئے۔ فرمایا علی بیروتے ہو۔ عرض کی حضور آپ نے سب کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے لیکن مجھے کس کا بھائی نہیں بنایا یہ بات سن کر حضور نے رحمت و شفقت سے فرمایا اے علی۔

أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ترجمہ: تو دنیا میں بھی میرا بھائی ہے آخرت میں بھی میرا بھائی ہے۔

(مشکوٰۃ - ترجمہ)

حضور نے فرمایا:

أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

ترجمہ: میں حکمت کا گھر ہوں اس کا دروازہ ہے۔

اللہ اکبر! اس قدر عزت و شان کے حامل ہیں۔ مہم علی جن و حکمت کے گھر کا دروازہ کہا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان بیان فرما رہے ہیں ایران کی اولیٰ سب اوہی کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں سمیٹے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَنْ

سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَنِنِي

ترجمہ: ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ علی کی دشمنی حضور کی دشمنی ہے۔

ایک موقع پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ گر ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان فرما رہے تھے۔ جب حضرت علی کا ذکر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی کہاں ہے۔ حضرت علی نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں حاضر ہوں۔ آپ نے حضرت علی کو قریب بلایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ حضور کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح بہ رہے تھے۔ آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے لوگو!

یہ علی بن ابی طالب ہیں۔ یہ مہاجر و انصار کے سردار ہیں۔ یہ میرے بھائی ہیں۔ یہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ یہ میرے داماد ہیں۔ یہ میرا خون ہیں۔ یہ میرا گوشت ہیں۔ یہ حسن و حسین کے باپ ہیں۔ جو انان اہل بہشت کے باپ ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے میرا غم اپنے ذمے لیا۔ یہ اللہ کا شیر ہے۔ اللہ کی تلوار ہے۔ ان کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (سیرت خلفاء راشدین)

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے بے شمار فضائل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بہت سارے فضائل اپنی زبان مقدس سے ارشاد فرمائے۔ اک موقع پر آپ کے حسن جمال کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا۔

جو شخص آدم علیہ السلام کو ان کے علم میں

حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی سمجھ میں

حضرت ابراہیم کو ان کے حلم میں



حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان کے زہد میں  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی گرفت میں  
دیکھنا چاہے وہ

(نصف تاریخ ہستی)

علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے۔

وَالِیُّ یُوسُفَ فِی جَمَالِهِ

جو یوسف کا حسن و جمال دیکھنا چاہے وہ علی کو دیکھ لے۔ (ریاض نضرہ ۱)  
حضرت علی میں نبیوں کی صفات پائی جاتی ہیں یعنی علم، حلم، سمجھ، زہد، طاقت، حسن  
دیکھ کر انبیاء کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں جب حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حضرت علی کو مدینہ طیبہ رہنے کا حکم دیا تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے یہاں بچوں اور عورتوں پر اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔  
حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہیں اس عرس  
چھوڑے جاتا ہوں جس طرح موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑتے تھے  
مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد وہی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

کئی لوگوں کو اس حدیث سے غلط فہمی بھی ہوئی اور وہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بنا کر  
بیٹھے دراصل منہ صادق جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر  
ہوئے انخانہ پورے ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا

”اے علی تیری مثال میں علیہ السلام کی ہے۔“

یہودیوں سے ان سے ایک دشمنی کی۔ ان کی والدہ پر ہتھان پیا اور ان کے  
ان سے ایک محبت کی کہ ان کو ایت مرتبہ پر پتھاپا دیا جس کے وہ ارق نہ تھے (سنن ابن  
القدکبا)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ، میری وجہ سے بھی دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک گروہ میری محبت میں حد سے تجاوز کر جائے گا اور میری ذات میں ان باتوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں اور دوسرا گروہ اس حد تک عداوت اور دشمنی کرے گا کہ مجھ پر بہتان باندھے گا۔

(تاریخ الخلفاء)

اُحمد للہ اہل سنت و جماعت حضرت مولا علی سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ نہ تو حد سے

بڑھے ہوئے ہیں اور نہ ہی بے ادبی کرتے ہیں بلکہ یوں سمجھ لو جو اہل سنت ہے وہ بے ادب نہیں اور جو بے ادب ہے وہ اہل سنت نہیں۔

اہل سنت کا ہے پڑا پار اصحاب رسول

نجم ہیں اور تاؤ ہے عترت رسول اللہ کی

حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کے بارے میں حضور فخر آدم و بنی آدم (صلی

اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

ترجمہ: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ (کنز العمال)

سیدۃ کائنات ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

إِنَّهُ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ

ترجمہ: حضرت علی تمام لوگوں سے بڑھ کر سنت کا علم رکھتے تھے۔ (ریاض النضرہ)

حضرت علی فرماتے ہیں۔

میں چاہوں تو بسم اللہ کی باکے معافی سے اتنے علوم بیان کر سکتا ہوں کہ ایک اونٹ

کا بوجھ بنے۔

دوسری روایت میں یوں ہے۔

اگر میں چاہوں تو بسم اللہ کی باکے نیچے جو نقطہ ہے اس کے علم سے 80 اونٹوں کا

بوجھ بھردوں۔ (باب مدینہ العلم)

### شہادت:

داماد رسول حضرت مولانا علی نے 17 رمضان المبارک 40 ہجری کو اپنے لخت جبر حضرت امام حسن (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا۔ آج رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت نے میرے ساتھ ہجرو کی اختیار کی ہے اور سخت نزاغ برپا کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ظالموں کے لئے دعا کرو تو میں نے اس طرح دعا کی یا اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بچے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے برا ہو۔ (تاریخ خلد.)

آپؐ سے نماز کے لئے نکلے اور لوگوں کو آواز دے کہ رکعت چلتی ہے۔ اتنے میں ابن جرم ملعون نے سامنے آکر آپؐ پر تموار کا وار کیا جس سے آپؐ شدید زخمی ہو گئے اور زبان سے فرمایا: **فُؤْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ**۔ ربِّ عبدی قسم میں ہامیاب ہو گیا۔ پاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل و پھڑکیا۔ (تاریخ خلد.)

بالآخر 21 رمضان المبارک بروز اتوار 4 سال 8 ماہ نو دن امامِ خلیفہ اہل بیت دینے کے بعد 63 سال کی عمر مبارک میں آپؐ کا وصال ہوا۔ حضرت امام حسنؑ نے جنازہ پڑھایا اور نجف اشرف میں آپؐ کا مزار مبارک عاشقوں کی نگاہوں کا مرکز بن گیا۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جہاد و دانش فریب  
سرمہ ہے میری آنکھوں کا خاک مدینہ و نجف

اقبال

## سنت کی اتباع

### ۱۔ سنت کی اتباع کا مفہوم

اتباع کے معنی ”تابع داری“، ”پیروی“ اور ”کسی کے نقش قدم پر چلنے“ کے ہیں اور متبوع کے معنی ہیں قائد اور رہنما جو آگے چل رہا ہو اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں۔ گویا اتباع رسول کا مفہوم ہے ہر معاملے میں اسے رہنما بنانا اور بہر حال اسی کے نقش قدم پر چلنا۔

عربی زبان میں اتباع سے مراد ہے کسی شخص کے پیچھے پیچھے چلنا۔ چنانچہ ابن منظور ”لسان العرب“ میں لکھتے ہیں۔

((قال الفراء الاتباع ان يسير الرجل وانت تسير وراءه واذا

قلت اتبعته فكأنك قفوته))

”فراء (لغت ونحو کے امام) نے کہا کہ اتباع کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص آگے آگے

چل رہا ہو اور آپ اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور اگر آپ کہیں کہ میں نے اس کی اتباع کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کے پیچھے پیچھے اور اس کے نقش قدم پر چلے۔“

### سنت کی اتباع کا اصطلاحی مفہوم

اتباع کے اصطلاحی معنی امام ابو الحسن الامدی نے یوں بیان کئے ہیں:

”متابعت کبھی کسی کے قول کی ہوتی ہے اور کبھی کسی کے فعل کی۔ کسی کے قول کے

اتباع کا معنی تو یہ ہے کہ اپنے متبوع کی اس طرح فرمانبرداری کی جائے جس طرح اس

کے قول کا تقاضا ہو اور کسی کے فعل کی اتباع کا معنی یہ ہے کہ اس کے فعل کو اسی طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لئے کیا جائے کیوں کہ وہ کرتا ہے۔“

(الادکافی اصول الادکافی ص ۲۴۶ - ج ۱)

اتباع کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب ہم اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح عمل کریں جس طرح ان اقوال پر عمل کرنے کا تقاضا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو اس طرح ادا کریں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائے۔ اور اس لئے ادا کریں کیونکہ پر نور شخصیت کے مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افعال کو ادا کیا۔

اتباع کا مکمل مفہوم سمجھنے کے لئے اس مثال پر غور کریں:

کوئی گاڑی کسی گاڑی کے تعاقب میں ہے اب پیچھے والی گاڑی آگے والی گاڑی پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے جہاں وہ تیز ہوگی یہ بھی تیز ہو جائے گی۔ جدتہ وہ مزے کی یہ بھی ادھڑ مزے کی۔ جدتہ وہ آہستہ ہوگی یہ بھی آہستہ ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ جہاں وہ روک جائے گی پیچھے والی گاڑی بھی روک جائے گی۔ پس یہی اتباع ہے۔

شرعی اصطلاح میں اتباع سے مراد اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال، افعال اور یہ سب اور داری پر وہی۔

### اتباع اور اطاعت میں فرق

خطبات مستمراں میں اطاعت کا لفظ ”الطوع“ سے ماخوذ ہے۔ طوع کے معنی دل کی خوشی سے ہی ہا حکم ماننے کے ہیں۔ اس کا مقابلہ یہاں ہے جس کے معنی دل کی ناخوشی اور مجبوری۔ تو اطاعت کا مفہوم ہوا دل کی خوشی اور قلبی پسندیدگی سے ماتحتی کا حکم ماننا اور اس کی پیروی کرنا جبکہ اتباع سے مراد اس کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ پس یہاں یہاں کہ اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔ یعنی جو کام جس طرح کیا گیا ہے خواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیروی کرنا ہو یا نہ ہو۔

اسے بالکل ویسے ہی کیا جائے۔ اس طرح اتباع کا معنی اطاعت سے وسیع تر ہے، اس میں اطاعت بھی شامل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ معلم، مربی، شارح، قاضی، حاکم و فرمانروا اور شارح قرآن ہیں انہیں رسول ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ بندہ دین کے معاملے میں حق واضح ہو جانے کے بعد آپ کی غیر مشروط اطاعت کرے اور اپنے دامن کو بدعت سے آلودہ نہ ہونے دے۔ نیز تمام دنیاوی معاملات میں بھی کتاب و سنت کی مخالفت سے مکمل طور پر پرہیز کرے۔

## ۲- سنت

### ۲- سنت کا لغوی مفہوم۔

سنت کا لغوی معنی راستہ ہے جس پر چلا جائے اور جو متواتر چلنے کی وجہ سے صاف اور واضح ہو گیا ہو۔ یا اس سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر عمل کیا جائے خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے،

”جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کی اپنی برائی کا گناہ بھی ہوگا اور اس کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا اور ان کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا۔“

### اصطلاحی مفہوم:

شرعی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو سنت کہتے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عليكم بستي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا

بها و عضوا علیہا بالنواجذ (مسند احمد ترمذی)

”تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے

اسے تھامے رکھو اور مضبوطی سے پکڑے رکھو۔“

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَغِبَ عَنِ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (بخاری شریف)

”جس نے میرے طریقے کو چھوڑ دیا وہ مجھ میں سے نہیں۔“

آپ نے فرمایا:

”میری امت تہمت فرقوں میں بٹے گی۔ ایک کے سوا سب آگ میں جاگیں

گے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا وہ (جو اتباع کریں گے اس کا یعنی سنت کا) جس پر میں

اور میرے صحابہ عمل پیرا ہیں۔“

## سنت کی اقسام

علمائے اصول کی اصطلاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر

سنت کہتے ہیں۔

سنت کی تین اقسام ہیں:

(۱) سنت قولی (۲) سنت فعلی (۳) سنت تقریری

### ۱۔ سنت قولی

شرعی احکام سے متعلق جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقع پر ارشاد فرمائی وہ

اس سنت قولی کہتے ہیں۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي (بخاری شریف)

بخاری کتاب الاذان، باب الاذان لمسا فین ذمہ، جلد ۶ ص ۶۳۱

ترجمہ: ”نماز اس طرح پڑھو جیسے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“  
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”اگر کھانا کھانے سے پہلے ”بسم اللہ“ نہ پڑھی جائے تو شیطان اس کھانے کو  
اپنے لئے حلال سمجھ لیتا ہے۔“ (مسلم شریف)

### ۲- سنت فعلی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس طریقے سے عبادات ادا فرمائیں یا دیگر  
معاملات پینائے وہ سب سنت فعلی ہیں۔ مثلاً حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں:

”جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری  
صافیں درست فرماتے جب ہم سیدھے کھڑے ہو جاتے تو پھر ”اللہ اکبر“  
کہہ کر نماز شروع فرماتے۔“ (ابوداؤد شریف)

### ۳- سنت تقریری:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جو کام کیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو یا اظہار پسندیدگی فرمایا ہو اسے ”سنت تقریری“ کہتے  
ہیں۔

### اتباع سنت کیلئے بنیادی شرط..... حب رسول ﷺ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق کی شرط اول ہے  
اسی میں ہو اگر خامی تو سب دین نامکمل ہے

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے بنی آدم کی ہدایت کے لئے  
انبیاء کرام کا سلسلہ جاری کیا۔ اس سلسلے کی آخری کڑی سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ذات گرامی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ اس



لئے سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب ہر انسان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا لازم و ملزوم ہے۔

ایک شخص کسی دوسرے شخص کی پیروی اور تقلید صرف اسی وقت ہی کر سکتا ہے جب وہ اس سے عقیدت رکھتا ہوگا اور محبت کرتا ہوگا۔ محبت کے بغیر کسی کی اتباع اور پیروی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اور بالفرض محبت کے بغیر کسی کی پیروی کر بھی لی جائے تو وہ کامل صورت میں نہ ہوگی۔ اس آیت ڈھونگ ہوگا۔ اہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہمارے ایمان کا یہ بڑا جزو ہے اور اس جزو کی تکمیل صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں گے۔ یاد رہے کہ اتباع سنت کے لئے بنیادی شرط حسب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

محبت ایک فطری شش کا نام ہے۔ یہ ایک یہ میدان شش ہے جو ہمیشہ پسندیدہ اور مرغوب چیزوں کی باب ہوا کرتا ہے۔ یہ محبت اُمر قابت داری کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ "طبعی محبت" کہلاتی ہے اور رسی۔ جمال و کمال یا احسان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ "مطلبی محبت" کہلاتی ہے اور اُمر یہ محبت مذہب کے رشتے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ "روحانی محبت یا ایمان کی محبت" کہلاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت طبعی بھی ہو سکتی ہے جیسی اولاد کی محبت باپ سے ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کے روحانی باپ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات روحانی مائیں جیسا کہ سورہ احزاب میں فرمایا ہے: "وازواجہ امہاتہم" نفس شاذ قرأتوں میں ہوا ابوہم کا لفظ بھی آیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے والد کی جگہ پر ہیں تو جس طرح تین باپ سے محبت طبعی ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایک مسلمان کے لئے بالکل فطری امر ہے۔

قارئین کرام! حدیث شریف کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شرط ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر کسی بھی شخص کا ایمان معتبر نہیں ہو سکتا۔

ہمارے ایمان و اسلام کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے تمام رشتوں سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں اور اپنے جذبات و احساسات کا مرکز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بنائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ  
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (بخاری شریف)

”تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ

سے اپنے والدین، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔“

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کے مترادف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران ۳۱/۳)

”کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، خود اللہ

تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔“

درحقیقت اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمارے دلوں میں ہر چیز کی محبت سے زیادہ ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر

کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو کوئی ان کو دوست رکھے گا سو

ایسے ہی لوگ ظالم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ

اور تمہارے بیٹے اور بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور وہ مال جو تم

نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بگڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر

جن کو تم پسند کرتے ہو یہ سب تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور

اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔“

(توبہ آیت 23)

ان آیات میں صاف طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام چیزوں سے زیادہ ہونی چاہئے۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ان آیات کریمہ میں دلیل ہے کہ اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واجب اور ہر محبوب چیز پر مقدم ہے اس عقیدہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔“

حضرت عبداللہ بن مغفل بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول آرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ:

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چھو بہ رہے ہو سوچ سمجھ کر ہو تو اس نے تمہیں دفعہ کہا، اللہ کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے محبوب رکھتے ہو تو فقر و فاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ (کہ میری طریق امیر کی نہیں فقیر کی ہے) کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے جتنا پانی بندھائی سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔“ (ترمذی شریف)

پس جس کے دل میں حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسے چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں اپنے اندر سادگی، صبر و تحمل، قناعت اور رضا باقی رکھے۔ صفات پیدا کرنے کی سعی کرتا رہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

”جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ

سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“ (ترمذی)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ محبت کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے اور اس حدیث میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی راہ (جنت کی راہ) پر گامزن ہوگا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی نصرت و تائید کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کا دفاع کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان و مال فدا کرنے کی غرض سے موجود ہونے کی تمنا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سے ہے۔“ (الشفاع)

## اکثر علماء کے نزدیک

”قرآن پاک نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو کائنات کی تمام چیزوں سے بلند قرار دیا ہے اور مومنوں کو تنبیہ کی کہ اگر انہوں نے کسی چیز کی محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر غالب کر دی تو انہیں اللہ کی گرفت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔“

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جو کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی ہم بھی کریں۔“ علماء کرام لکھتے ہیں۔

”دل کی حقیقی محبت، طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ جب انسان کسی کی پیروی کرتا ہے تو وہ صرف اس حکم ہی کی پیروی نہیں کرتا جو وہ اپنی زبان سے واضح الفاظ میں کہہ رہا ہے بلکہ وہ اس کی ہر ادا

کی پیروی کو بھی اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہے اور اس کے چشم و ابرو کے اشاروں کا منتظر رہتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ میرے محبوب کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند، ان کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے؟ ان کی گفتگو کا انداز کیا ہے؟ چلتے کیسے ہیں اور لباس کون سا پہنتے ہیں؟ انہیں کھانے میں کیا چیز مرغوب ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں خواہ کبھی کوئی حکم نہ دیا گیا ہو لیکن جس کے دل میں کسی کی محبت حقیقی جائزیں ہو جائے تو اس کی ہر ہر ادائیگی اور اس کے ہر ہر قدم کی پیروی وہ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔

مجازی عاشقوں کا حال یہ ہے کہ اپنے محبوب کے اشارے پر چلتے ہیں جو وہ کہتا ہے وہی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اسی کے رنگ میں ڈھسل جاتے ہیں تو وہ محبوب جو سب محبوبوں سے زیادہ اطاعت کا مستحق ہے جو المرؤف الرحیم ہے اگر باطل محبوبوں کے اشاروں پر چلا جاسکتا ہے تو اس سچے محبوب کے اشاروں پر کیوں نہیں چلا جاسکتا؟

الغرض جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یہ ہے کہ ہر حال میں اسوۂ رسول و قابل تقلید نمونہ بنایا جائے اور اس کی ہر حال میں اتباع کی جائے۔ حضرت سیدنا علیؑ نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ جو شخص کو حکم تھا کہ جو چھو میرا حال اور کیفیت ہو منظر عام پر لائی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ  
مَعَهُ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۵۷﴾ (آف - ۱۵۷)

”پس جو لوگ اس نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور (قرآن) کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔“

پس ثابت ہوا کہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلا زینہ ہے جس پر چڑھنے کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کی اتباع کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر: ۵۹/۷)

”اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس چیز سے منع کریں رک جاؤ۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی تکمیل اور دخول جنت کے لئے بے حد ضروری ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: م

من احيا سنتي فقد احبني ومن احبني كان معي في الجنة)۔

ترجمہ: ”جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس

نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔“ (ترمذی)

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی بڑی دولت ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا

ہے:

محمد ﷺ کی جس دل میں الفت نہ ہوگی

سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی

کرے جو اطاعت محمد ﷺ کی دل سے

اسے کسی چیز کی حاجت نہ ہوگی

بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا

محمد ﷺ سے جس کو عقیدت نہ ہوگی

اے رب ذوالجلال والاکرام! ہمارے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی

محبت پیدا فرما اور ہمیں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

(آمین)

## خلاصہ بحث

انسانی ترقی کے چار بڑے مدارج ہیں: مسلم، مومن، محب اور محبوب۔

(۱) مسلم وہ ہے جو اسلام کے ظواہر کا پابند ہے۔

(۲) مومن وہ ہے جس کے قلب میں ایمان داخل ہو چکا ہو۔

(۳) محب وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

(۴) اور محبوب وہ ہے جسے اللہ کی محبت حاصل ہوگئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت انسان کو آخری درجہ پر فائز کر دیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مجھے اپنے باپ، اپنی اولاد اور دنیا کی ہر شے سے محبوب تر نہیں سمجھتا، اس کا ایمان مکمل نہیں۔

دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہو ہی نہیں سکتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامل ترین شخصیت ہونے کی حیثیت سے ہر فرد کے لئے آئیڈیل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پیہم، صبر و استقلال، بردباری اور تحمل، شجاعت و بہادری، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک اور تحریک کو چلانے کا ڈھنگ، چلنے کا انداز، نشست و برخاست اور انداز گفتگو ہر چیز ہی تو مثالی ہے اسی لئے قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”شابد“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت گویا انسانی آئیڈیل سے محبت ہے اور محبت سے متابعت کتنی آسان ہو جاتی ہے۔

## اتباع سنت کی ضرورت و اہمیت

دین اسلام میں یہ بات ایک مسلمہ اصول کی حیثیت رکھتی ہے کہ اسلامی عقائد میں ایمان باللہ کے بعد ایمان بالرسول کا درجہ ہے۔ رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کو بلا حیل و حجت تسلیم کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تہذیب و تمدن

اپنے لئے مشعل راہ قرار دیا جائے۔ قرآن حکیم میں ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: ۲۱/۲۲)

”تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔“

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اسی صورت میں نمونہ قرار دی جاسکتی ہے جب اپنی سیرت و سوانح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ سانچے میں ڈھالا جائے اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و تعلیمات کو اپنایا جائے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد وحید یہ ہے کہ ان کے احکام و افعال کی روشنی میں امت اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے اور اپنے دامن کو فلاح و نجات کے گوہر مقصود سے مالا مال کر سکے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (النساء: ۶۴/۶۵)

”ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کامیابی کی ضمانت بھی انہی لوگوں کو دی ہے جو رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور سنت کا اتباع کریں گے اور جو رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوں گے وہ دنیا و آخرت دونوں میں ناکام و نامراد ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف میں ارشاد فرماتے ہیں:

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ

تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)



پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو  
تا کہ تم راہ ہدایت پر آ جاؤ۔“ (الاعراف آیت 158)

یہ آیت رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم گیر رسالت کے اثبات میں بالکل  
واضح ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم کہہ دیجئے کہ اے کائنات کے انسانو! میں سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا  
ہوں۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری بنی نوع انسانی کے نجات دہندہ اور رسول ہیں۔  
اب نجات اور ہدایت نہ تو عیسائیت میں ہے اور نہ یہودیت میں اور نہ ہی کسی اور مذہب  
میں۔ نجات اور ہدایت اگر ہے تو صرف اسلام کے اپنانے اور اسے ہی اختیار کرنے میں  
ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اتباع سنت پر عمل کرنے کی تائید اس وجہ سے بھی زیادہ ہی ہے کہ  
سب انبیاء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اور برتری حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی امت سب امتوں سے شان اور مرتبہ میں زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی محبت لازم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع فرض قرار دی ہے اور آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو ایسی خصوصیات عطا ہوئی ہیں جو کسی اور کو حاصل نہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (انبیاء ۱۰۷)

”اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا  
ہی بھیجا ہے۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (سورۃ آل عمران ۳۲)

”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی۔“

سنت قرآن کی تفسیر ہے

اتباع سنت ہماری زندگیوں میں بے پناہ اہمیت کی حامل ہے۔ یہی سنت ہی

در اصل قرآن کی توضیح و تشریح کرتی ہے۔ قرآن مجید میں بے شمار احکامات ایسے ہیں جن کا تعین تشریح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ناممکن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل: ۱۶/۲۳)

”اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ذکر (قرآن کریم) کو نازل کیا تاکہ آپ نازل کردہ کتاب کی تشریح کریں۔“

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کے شارح و ترجمان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے قرآن حکیم کے مجمل الفاظ کی تشریح کی اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں فرمایا:

اقِيمُوا الصَّلَاةَ (البقرہ: ۲/۲۳)

”نماز قائم کرو“

یہ نہیں بتایا کہ نماز کی عملی صورت کیا ہے؟ اس کی کتنی رکعات ہیں؟ اس میں قیام اور رکوع و سجود کی ترتیب کیا ہے؟ اس کی شرائط و ارکان کیا ہیں؟ درود شریف، التحیات، دعائے قنوت اور نماز میں پڑھی جانے والی دیگر ادعینہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ سب باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (بخاری شریف)

”ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔“

(۲) قرآن مجید میں فرمایا:

وَاتُوا الزَّكَاةَ (البقرہ: ۲/۲۳)

”زکوٰۃ ادا کیجئے۔“

قرآن نے یہ نہیں بتایا کہ کن اشیاء میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے؟ مختلف اشیاء میں

زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟ مختلف اشیاء میں زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟ یہ سب باتیں قرآن کے مفسر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتائیں۔

(۳) قرآن میں فرمایا:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (مائدہ: ۳۸)

”چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔“

اس آیت میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم تو دیا گیا ہے مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ ہاتھ کب تک کاٹا جائے یا کدھے تک، عربی میں پورے بازو کے لئے ”ید“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ ساری باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں۔

(۴) قرآن میں فرمایا:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ (آمن ۲-۱۹)

”اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے۔“

اب سوال یہ ہے کہ حج سال میں ایک دفعہ فرض ہے یا ہر سال؟ حج کے احکام یہ ہیں اور ان کی ترتیب کیا ہے؟ اس سوال کا جواب بھی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حلال و حرام کا ایک اصول بتا دیا کہ طیب (پاکیزہ)

چیزیں حلال اور غیر طیب حرام ہیں۔ چند مثالیں بھی بتا دیں اور مزید وضاحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دی۔

وَيُحَلِّ لَّهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (آمن ۲-۱۵)

”اور (ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور

ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کی روشنی میں گدھے، پھاڑنے والے

جانوروں اور پنجہ دار پرندوں کو حرام ٹھہرایا۔

قرآن میں مردار کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مچھلی اور  
مذی کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

(۶) قرآن کریم کے مطالب و معانی کو سنت کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔ تشریح نبوی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر قرآنی احکام سمجھنے میں کیا کیا غلطیاں ہو سکتی ہیں؟ اس کی بعض  
مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی صادر ہوئیں۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ وضو کے  
لئے پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ ایک صحابی کو تیمم کا طریقہ معلوم نہ تھا۔  
ایک مرتبہ جب انہیں پانی نہ ملا تو مٹی میں لیٹنے لگے۔ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ  
کر یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی انہیں تیمم کا صحیح طریقہ بتلایا۔

(۷) قرآن کریم نے صرف دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح سے منع کیا لیکن  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید وضاحت بھی کر دی کہ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی  
سے بھی بیک وقت نکاح نہیں ہو سکتا۔ نیز جن عورتوں کے ساتھ نسبی تعلقات کی بناء پر  
نکاح حرام ہے۔ رضاعی تعلقات کی بناء پر بھی ان کے ساتھ نکاح کو حرام ٹھہرایا۔ مثلاً  
رضاعی ماں، رضاعی بہن وغیرہ۔

مذکورہ بالا امثال اس حقیقت کی آئینہ دار ہیں کہ حدیث و سنت کے بغیر رسالت پر  
ایمان کا مفہوم نہ تو اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی  
جاسکتی ہے۔

قرآن پاک میں بے شمار آیات ایسی ہیں جو اتباع سنت کی ضرورت و اہمیت پر  
روشنی ڈالتی ہیں۔

وَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

(النساء، ۱۱۳/۴)

”اور اللہ نے تجھ پر کتاب و حکمت (قرآن و سنت) اتاری اور تجھے وہ سکھایا  
ہے جسے تو نہیں جانتا تھا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اس لئے کی جاتی ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک اللہ کے احکام پہنچتے ہیں، ہم خدا کی عبادت صرف اسی طریقے سے کر سکتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کی پیروی کریں گے۔ الغرض سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم شریعت اسلامیہ کا ماخذ، قرآن کی تفسیر، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اساس عبادات اور احکامات کی تفصیل، عہد رسالت کے ثقافتی ورثہ کی ترجمان اور تاریخی روایات کی امین ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دین پیش کیا وہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور دستور زندگی ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں اسلام نے زریں اصول نہ دیئے ہوں۔ مومن کامل وہ ہے جو کسی کام کو انجام دینے سے پہلے یہ سوچے کہ جو چھ وہ کرنے جا رہا ہے کیا وہ شریعت کے عین مطابق ہے؟ جب تک کوئی شخص اپنے دین، اعمال، اپنے جذبات اور اپنی خواہشات و آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع نہیں کرتا اس کا ایمان مشکوک رہتا ہے۔ کیونکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین میں حجت ہے اور اس کے بغیر نہ دین کی تکمیل ہوتی ہے اور نہ ایمان نصیب ہوتا ہے۔

سنت کے اسلام میں حجت ہونے سے مراد یہ ہے کہ سنت واجب الاتباع ہے۔ اس حقیقت سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہے۔ اس کے دلائل ہمیں قرآن سے بھی ملتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے بھی۔ اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور بعد کے تمام علمائے امت کا تعامل رہا اور اسی کی تلقین آئمہ اربعہ نے بھی اپنے شاگردوں کو کیا۔

### ۴۔ ائمہ سلف اور اتباع سنت

اللہ تعالیٰ کے ارشادِ اِمرامی کے مطابق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہارِ الفت و مودت کے بعد اہل اسلام پر واجب ہے کہ اہل ایمان اور خاص طور پر

علمائے کرام کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کے اکرام و احترام میں کوئی کسر نہ چھوڑیں کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں اور ان ستاروں کی مانند ہیں جن سے بحر و بر کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جو امتیں موجود تھیں ان کے علماء بگڑ گئے تھے مگر امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء ان کے عین برعکس نہایت افضل و اعلیٰ ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس امت میں جانشین رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کے زندہ کرنے والے ہیں۔ وہ کتاب اللہ کی حفاظت کے امین ہیں اور ان کی زندگی اسی خدمت کے لئے وقف ہے۔ گویا وہ اللہ کی اس کائنات میں ناطق قرآن ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت میں کسی کو شریک ٹھہرانا ممنوع ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب الاتباع ہونے میں کسی دوسرے انسان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے پر لانا درست نہیں۔

## سنت کی اتباع اور قرآن

دین اسلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے اور اسلام کی پہلی دعوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے اور آخری رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس اقرار و ایمان کے بعد ضرور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے اس کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تلاش کیا جائے۔ اس طریقے کی تلاش ہمارے لئے اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ہر پہلو کا بغور مطالعہ کریں گے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو ضروری قرار

دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع دین اسلام کا لازمی جزو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اس لئے کی جاتی ہے کیونکہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق صرف اسی وقت اور اسی طریقے سے ادا کر سکتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور اعمال کی اتباع کریں گے۔

ہمیں چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال، ارشادات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اوامر و نواہی کو واجب الاطاعت قرار دیا جائے اور انہیں عملی صورت میں اپنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر اتباع سنت پر عمل کرنے کی بار بار تلقین کی گئی ہے کیونکہ اتباع رسول ہی دنیاوی و اخروی فلاح کا ذریعہ ہے۔

## اتباع سنت اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کتاب اللہ (قرآن) اور سنت (حدیث) کو ایک ہی حکم میں رکھ کر امت مسلمہ کو ان پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا۔

ارشاد فرمایا:

تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ  
وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”یعنی میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) سنت ہے۔“ (موطأ امام مالک)

اس حدیث میں سنت سے مراد اتباع رسول ہے۔ یعنی جو تعلیم رسول آرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے امت مسلمہ کو دی ہے اس کی پیروی کی جائے اور بلاشبہ آپ

اموطأ مالک کتاب الجامع باب انہی عن القول فی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہر مسلمان پر واجب ہے۔

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے

”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری

نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

(۲) احکامات الہیہ کی طرح احکامات نبویہ بھی واجب الاتباع ہیں:

حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

”لوگو! یاد رکھو قرآن ہی کی طرح ایک اور چیز (یعنی حدیث) مجھے اللہ کی

طرف سے دی گئی ہے۔ خبردار! ایک وقت آئے گا کہ ایک پیٹ بھرا (یعنی

متکبر شخص) اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور کہے گا لوگو! تمہارے لئے یہ

قرآن ہی کافی ہے اس میں جو چیز حلال ہے بس وہی حلال ہے اور جو چیز

حرام ہے بس وہی حرام ہے۔“ حالانکہ جو کچھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے حرام کیا ہے وہ ایسے ہی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا

جس میں ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہذا حج کرو۔“ ایک آدمی نے عرض کیا

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہر سال حج ادا کریں؟“ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس آدمی نے تین مرتبہ سوال کیا تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج ادا کرنا واجب ہو

جاتا اور پھر اس پر عمل کرنا تمہارے لئے ممکن نہ ہوتا، لہذا جتنی بات میں تم

سے کہوں صرف اسی پر اکتفا کرو، تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ

وہ اپنے نبیوں سے زیادہ سوال اور اختلاف کرتے تھے۔“ (پھر آپ صلی اللہ



علیہ وسلم نے فرمایا) ”جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو (زیادہ سوال کرنے کی بجائے) اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کروں اسے چھوڑ دو۔“ (مسند شریف)

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اتباع سنت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ جیسے انہوں نے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جسے انہوں نے غور سے نہ دیکھا ہو اور پھر اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھال نہ لیا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ محبت تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ ہر اس کام کو کرنے کی کوشش کرتے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوتا۔ ان کو وہی کھانا پسند ہوتا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے۔ جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے یا نماز پڑھ لیتے وہ جگہ بھی وہاں اب الاحترام ہو جاتی اور اس مقام پر وہی عمل (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے) انجام دینا وہ اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے۔ یعنی انہوں نے قدم قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔

ذیل میں ان چند واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔

(۱) حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں صحابہ کا دشمنوں سے ایٹھا کے عہد

حضرات صحابہ صرف عام حالات ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل نہ کرتے بلکہ ہر قسم کے حالات میں اور زندگی کے سب شعبوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے۔ خوشی اور مسرت کا موقع ہو یا غم اور مصیبت کا، ایام امن ہو یا حالات

جنگ، اپنوں سے معاملہ ہو یا غیروں سے، غرضیکہ ہر حالت اور زندگی کے ہر شعبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے۔ امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے صحابہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے دشمنوں سے ایفائے عہد کا ایک واقعہ حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے جنہوں نے بیان کیا کہ:

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ (معاہدے کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی) معاویہ نے رومی سرزمین کی طرف روانہ ہونا شروع کیا تا کہ مدت معاہدہ ختم ہوتے ہی ان پر یلغار کریں۔“ اسی وقت ایک شخص گھوڑے یا کسی اور سواری پر یہ الفاظ کہتے ہوئے نمودار ہوا: ”اللہ اکبر! اللہ اکبر! وفا کرو، بے وفائی نہ کرو۔“

لوگوں نے دیکھا تو وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلا کر ان سے بات کا سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ مدت پوری ہونے تک اس میں کمی بیشی نہ کرے یا انہیں معاہدے کے ختم کرنے کے بارے میں پیشگی اطلاع دے۔“ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) معاویہ رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے۔ (ابو داؤد)

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

سب در باہو

محمد امجد صدیقی

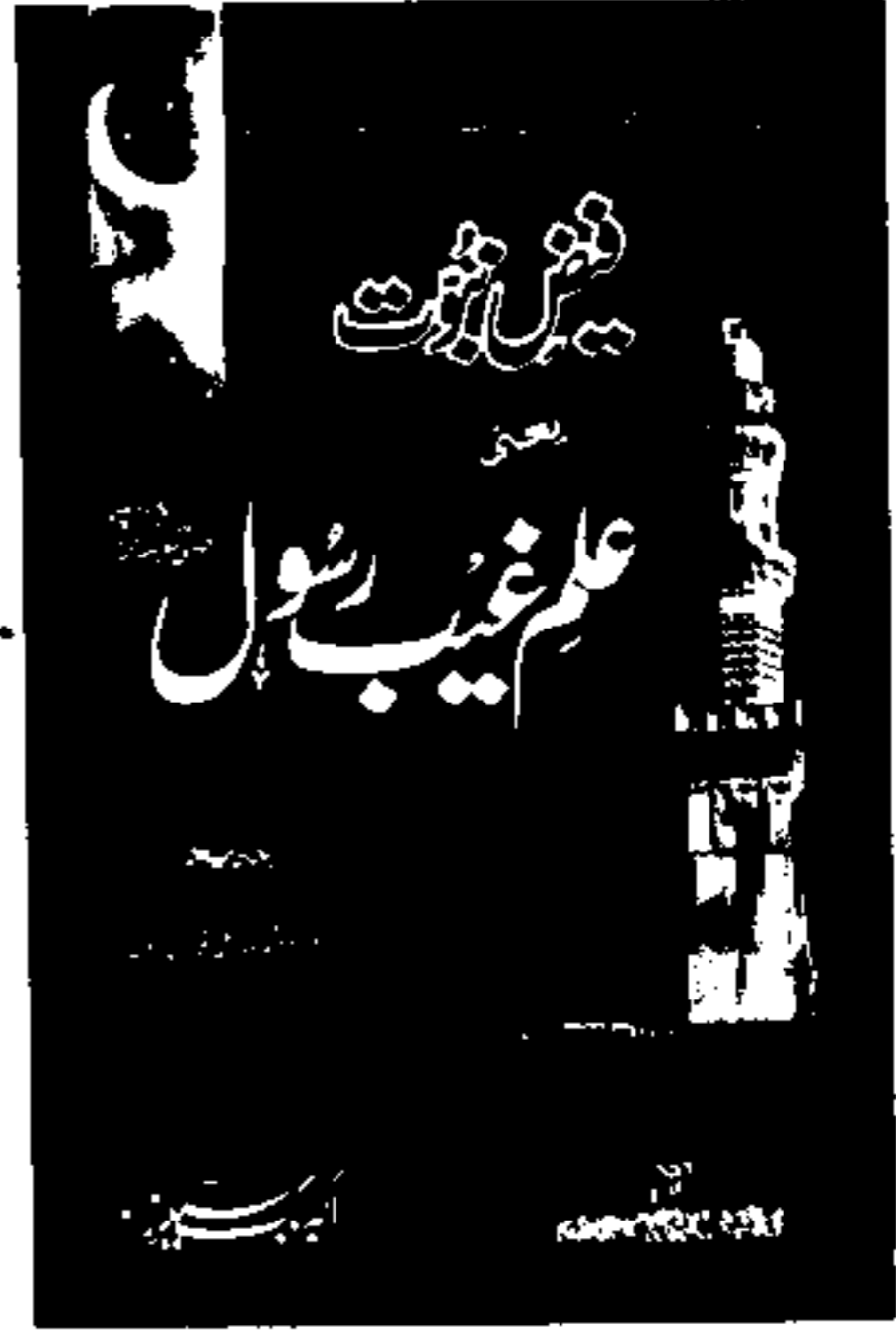
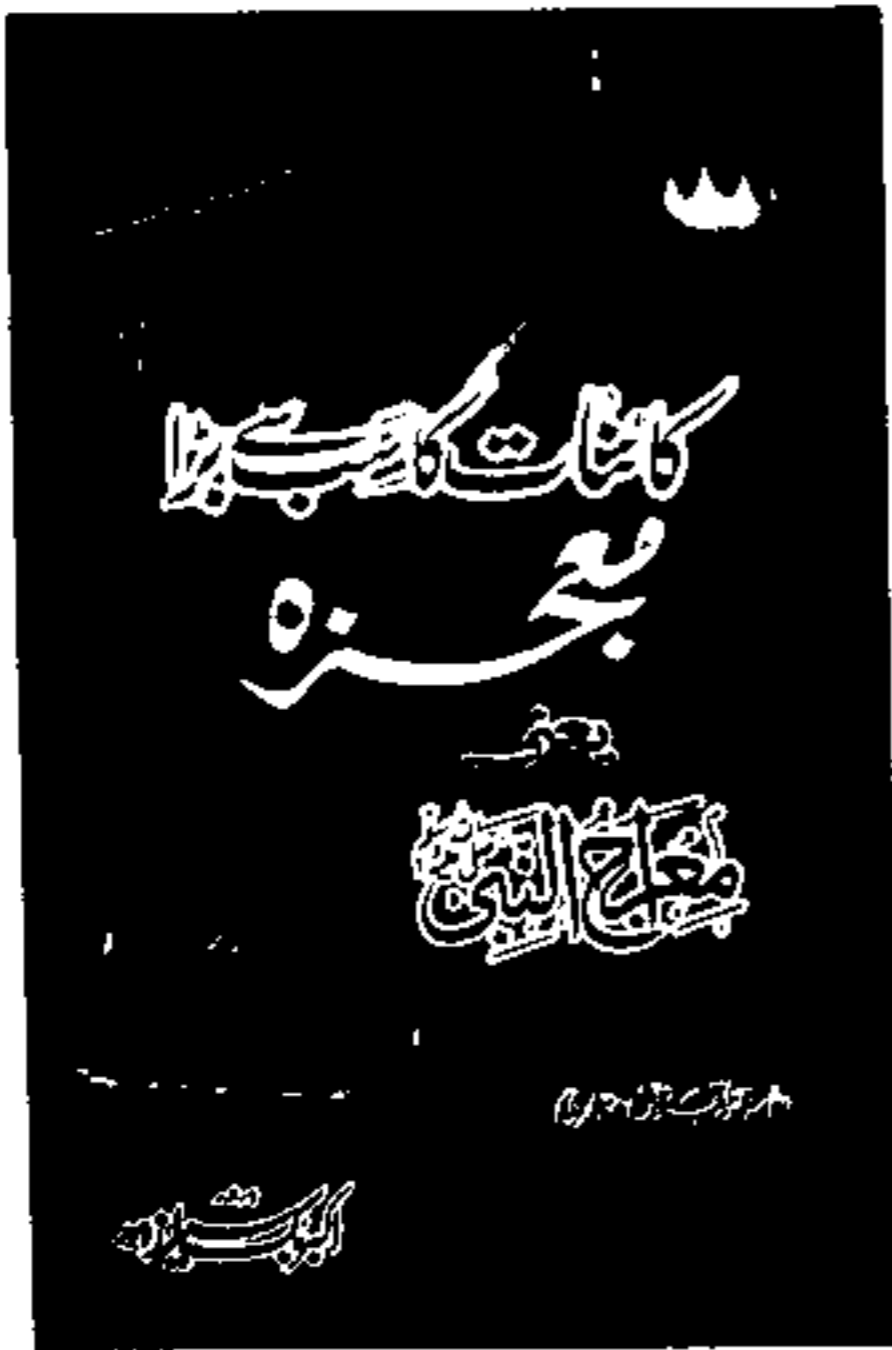
خطیب مرکزی جامع مسجد حضرت فقیہ اعظم

کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ

موبائل: 0331-6643364



ہماری چند دیگر مطبوعات



کراچی